رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

REGD NO P. 67

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۸ جنوری ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت اور دیگر مقدس افراد خاندان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کوئی تازہ اطلاع نہیں مل سکی ۔ احباب دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور سب بزرگان کا سایہ جماعت کے سروں پر تادیر بسلامت رکھے ۔ آمین ۔

قادیان ۱۸ جنوری ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ ۔

بیسویں روزے مقامی طور پر گیارہ احباب مسجد مبارک میں اور ۱۷ احباب مسجد اقصیٰ میں معتکف ہوئے (تفصیلی رپورٹ انشاء اللہ ملاحظہ فرمائیں)

اکیسویں روزے سے مکرم چوہدری مبارک علی صاحب نے سورت روم سے درس دینا شروع کیا آپ ہی آخر تک درس دیں گے حسب دستور سابق ۲۷ رمضان المبارک کو درس القرآن کے اختتام پر بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں دعا ہو گی ۔ اللہ تعالیٰ سب احباب کو قرآن کریم اور رمضان شریف کی برکات سے متمتع فرمائے اور سب کے روزے قبول فرمائے اور انہیں سچی اور حقیقی عید نصیب فرمائے آمین

قادیان میں احمدی خواتین کا کامیاب سالانہ جلسہ

بتاریخ ۱۲ دسمبر ۱۹۶۵ء

الحمد للہ کہ سال بسال اللہ تعالیٰ نے احمدی خواتین کو مرکز سلسلہ قادیان میں جمع ہو کر جلسہ سالانہ منانے کی سعادت بخشی خواتین کا یہ جلسہ بتاریخ ۱۲ دسمبر ۱۹۶۵ء ٹھیک ساڑھے دس بجے صبح زنانہ جلسہ گاہ میں زیر صدارت محترمہ اہلیہ صاحبہ مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی آف کلکتہ منعقد ہوا ۔ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو خاکسار (عطیہ بیگم) نے کی ۔ بعد ازاں عزیزہ امۃ الحبیب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ایک نظم نہایت خوش الحانی سے پڑھی ۔ اس کے بعد خلافت کی ضرورت اور اہمیت کے موضوع پر محترمہ امۃ اللطیف صاحبہ نے تقریر کی ۔ قرآن مجید ، احادیث صحیحہ اقوال زریں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روشنی میں خلافت کی ضرورت اور اس کی اہمیت کو وضاحت سے بیان کیا اور بتایا کہ خلافت حقہ اسلامیہ کا قیام اور اس کے ساتھ وابستگی نہایت ہی ضروری اور بابرکت ہے خلافت سے علیحدگی خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بنتی ہے چنانچہ منکرین خلافت کا انجام سب کے سامنے ہے کہ کس طرح وہ ہر موقعہ پر ناکامیوں اور نامرادیوں کا منہ دیکھتے دنیا سے رخصت ہوئے ۔ لیکن جن خوش نصیب افراد نے اپنا تعلق خلافت کے ساتھ وابستہ رکھا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر قسم کی ترقیوں اور برکتوں کے وارث ہیں ۔

اس کے بعد عزیزہ جمیلہ سلطانہ نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنحضرت صلعم سے عشق" کے موضوع پر تقریر کی اور محترمہ ناصرہ سراج صاحبہ نے نظم پڑھی تیسرے نمبر پر محترمہ حلیمہ بشریٰ صاحبہ بقاپوری نے بعنوان "ہمارا مذہب اسلام" تقریر کی ۔ محترمہ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ قدیم سنت ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں پر اپنا کلام نازل کر کے دنیا کی رہنمائی فرماتا ہے ۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پہ آپ کے مقام کے لحاظ سے سب سے افضل اور کامل ترین کلام نازل ہوا ۔ سب سے اچھا مذہب یعنی اسلام جس کی بنیاد کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے ہمیں آپ ہی کے ذریعہ ملا ۔ محترمہ نے اسلام کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ اسلام ایک زندہ خدا کو پیش کرتا ہے ۔ اور وہ اپنے پاک اور نیک بندوں سے کلام کرتا ہے ۔ ان کی دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے ۔ محترمہ نے بتایا کہ مذہب اسلام ہی مساوات انسانی کا حکم دیتا ہے ۔ اسی طرح عورت اور مرد کے افراد اور حقوق کو بھی عظیم الشان رنگ میں پیش کرتا ہے ۔ یہ ایک زندہ مذہب ہے اس کی زندگی کے ثبوت کے لئے ہر صدی میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددین آتے رہے ہیں چنانچہ اس زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسی غرض کے ماتحت مبعوث فرمایا ۔ اور حضور پر نور کے مقدس وجود کے ذریعہ بہت سی پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور قبولیت دعا کے عظیم الشان نشانات ظاہر ہوئے ۔ اسی طرح موصوفہ نے اسلام کی بعض دیگر اہم خصوصیات بیان کر کے اپنے مضمون کو مکمل کیا ۔

اس کے بعد عزیزہ مبارکہ نے آنحضرت صلعم کا اسوۂ حسنہ کے موضوع پر تقریر کی ۔ عزیزہ نے اپنی تقریر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کے دو پہلوؤں تعلق باللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ پر عمدگی سے روشنی ڈالی اور اچھے پیرایہ میں اپنی بات کو واضح کیا ۔

بعدہٗ صاحبزادی عزیزہ امۃ الکریم کوکب سلمہا اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی نظم "نونہالان جماعت مجھے کچھ کہنا ہے" نہایت خوش الحانی اور دلنشین انداز میں پڑھ کر حاضرات کو محظوظ کیا ۔

پانچویں نمبر پر محترمہ نور سعید بیگم صاحبہ نے "کارنامے حضرت مصلح موعود" کے عنوان پر تقریر کی ۔ آپ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوت قدسیہ اور کوشش کے نتیجہ میں اسلام اور احمدیت کو عظیم الشان طاقت اور قوت عطا فرمائی ۔ قادیان کی چھوٹی سی بستی سے وہ آواز جو کچھ عرصہ قبل مامور وقت کی طرف سے بلند ہوئی تھی ۔ آپ کے ذریعہ ساری دنیا میں پھیل گئی ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ عظیم الشان پیشگوئیاں جو آپ کے وجود کے ساتھ وابستہ تھیں وہ آپ کی ذات اقدس کے ذریعہ بڑی ہی شان و شوکت سے پوری ہوئیں ۔ محترمہ نے مختصر طور پر حضور کے شاندار کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم ۔ بیرونی ممالک میں مساجد کی تعمیر سینکڑوں مشنوں کا قیام تحریک جدید اور وقف جدید کا اجراء ۔ جماعت کی حسن رنگ میں تربیت کے لئے مختلف شعبوں کا قیام ۔ اسی طرح درجنوں اخباروں اور رسالوں کا اجراء مختلف تعلیمی شعبوں کا قیام ۔ احمدیت کے نئے مرکز یعنی ربوہ کا بسانا ۔ اور اسلام کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچا کر جماعت کی بنیادوں کو مضبوط اور استوار کرنا آپ کے شاندار اور درخشندہ کارنامے ہیں ۔ جو آپ کی ذات کو زندہ جاوید بناتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کی روح پر ہزاروں ہزار برکات نازل فرمائے ۔ آمین ۔

اس کے بعد حضرت سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے الہام "اگر تم پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کر لو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی" کے عنوان پر پر مغز تقریر کی ۔ آپ نے فرمایا کہ نئی پود کی اصلاح و تربیت کا انحصار احمدی خواتین پر ہی ہے ۔ اور اگر دنیاوی لحاظ سے مردوں اور عورتوں کی مجالس کوششوں کے نتیجہ میں ترقی ممکن ہے ۔ تو اسلام اور احمدیت کی روحانی ترقی کے لئے اسی قسم کی مشترکہ کوشش اور سعی کی ضرورت ہے آپ نے فرمایا ۔ مرد مردوں کو تبلیغ کر سکتے ہیں ۔ لیکن عورتوں میں عورتیں ہی اچھی طرح تبلیغ کر سکتی ہیں ۔ اور یہ کام اسی صورت میں عمدگی سے ادا ہو سکتا ہے جبکہ احمدی مستورات اپنے اندر ایسی قابلیت پیدا کریں ۔ اس کے لئے لجنہ اماء اللہ کے اجلاسوں میں درس و تدریس کا انتظام ہو اور مستورات سلسلہ کے لٹریچر کا مطالعہ کریں ۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا ۔ کہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ، حضرت رابعہ بصری اور حضرت ام المومنین

(باقی صفحہ ۶ پر)

ملک صلاح الدین ایم ۔ اے پرنٹر و پبلشر نے مدینہ آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

عید الفطر کے بعض ضروری مسائل

(۱)

عید ایک انعام ہے جو رمضان المبارک کے اختتام پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے مومن بندوں کو عطا کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے پاک بندے اس ماہ نیکی و ریاضت کی توفیق پانے پر خوشی اور مسرت محسوس کرتے ہیں اور اسلامی رواج کے مطابق اس کے اظہار کے لئے بھی اللہ تعالےٰ کے حضور سجدات شکر بجا لاتے اور نفل ادا کرتے ہیں۔

چونکہ یہ دن اسلامی سال کے باقی دنوں سے ممتاز ہے اور اللہ تعالےٰ یہ پسند کرتا ہے کہ اس کی نعمتوں کا اثر اس کے بندے کے ظاہر پر بھی ہو اور اما بنعمۃ ربک فحدث کا بھی یہی منشاء ہے اس لئے اس دن حتی الامکان عام دنوں کی نسبت ظاہر کا بھی زیادہ اہتمام ضروری ہے۔ اور جس طرح دوسرے اجتماعات جمعہ وغیرہ کے لئے اسلام کا حکم ہے۔ اس دن نہا دھو کر صاف ستھرے اور اجلے کپڑے پہننے چاہئیں اور خوشبو وغیرہ لگانی چاہیئے اس لئے کہ صرف ظاہر و باطن میں موافقت پیدا ہو کر مفید اور بہتر نتائج پیدا ہوتے ہیں، بلکہ اسلامی اجتماع کا ایک خاص اثر اور رعب بھی قائم ہوتا ہے۔

اگر کسی دوست کو یہ سامان میسر نہ ہو تو اس کے دوستوں اور ہمسایوں کو اس کا خیال رکھنا چاہیئے اور ایسا انتظام کرنا چاہیئے جس سے ایسا شخص اپنے ظاہر کی آرائش کا سامان کرے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ عورتوں کو نماز عید کے لئے جانے کی تلقین فرمائی۔ تو ایک عورت نے عرض کیا کہ ہم میں سے کسی کے پاس اوڑھنی نہیں ہوتی۔ اس لئے اگر وہ نہ جا سکے تو کوئی حرج تو نہیں۔ تو حضور نے فرمایا:۔

تلبسها صاحبتها من جلبابها فليشهدن الخير

کہ اس کی کوئی سہیلی اس کے لئے اوڑھنی کا انتظام کر دے تا کہ وہ بھی نیکی کے کام میں شریک ہو سکے۔

(۲)

جس طرح پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے اس قسم کے اجتماعات سے ایک فائدہ اسلامی سوسائٹی اور اسلامی معاشرہ کا ایک خاص اثر قائم کرنا بھی ہوتا ہے۔ پس ہمیں عید کی تمام تقریب اس طرز پر ادا ہونی چاہیئے جس سے اللہ تعالےٰ کے شکر اور اس کی رضا کے علاوہ یہ چیز بھی زیادہ سے زیادہ حاصل ہو سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا کہ آپ کھلے میدان میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور وہاں تک پیدل جایا کرتے تھے۔ اور پھر جس راستہ سے تشریف لے جاتے تھے آتے وقت کوئی اور راستہ اختیار فرماتے۔ اسی طرح آپؐ کا اور آپؐ کے صحابہؓ کا طریق تھا کہ عید کی نماز کو جاتے وقت راستہ میں بلند آواز سے یہ تکبیر پڑھتے جاتے۔

الله اكبر الله اكبر لا اله
الا الله والله اكبر الله
اكبر ولله الحمد

(۳)

عورتوں کو بھی ایسے اجتماعات میں شریک کرانا چاہیئے۔ اس طرح نہ صرف عورتوں کی تربیت مقصود ہے۔ بلکہ ایک غرض یہ بھی ہے کہ اسلامی سوسائٹی کے تمام افراد زیادہ سے زیادہ تعداد میں جمع ہو کر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کریں۔ اور اس عید کے خصلوں کو زیادہ سے زیادہ جذب کریں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔

(۴)

صدقۃ الفطر کے علاوہ بھی عید کے موقعہ پر صدقہ و خیرات کرنی چاہیئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلقین فرمائی ہے۔ عید کے موقعہ پر ایک دفعہ آپؐ نے عورتوں میں خاص طور پر چندہ کی تحریک فرمائی تو عورتوں نے اپنے زیور اتار کر حضرت بلالؓ کی چادر بھر دی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اسی غرض کے لئے عید فنڈ قائم فرمایا تھا جس میں جماعت کے ہر کمانے والے فرد کو کم از کم ایک روپیہ فی کس کے حساب سے ادا کرنے کا ارشاد ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اب تک جماعت اسے ادا کرتی چلی آ رہی ہے۔ یہ رقم صدقۃ الفطر کے علاوہ ہوتی ہے۔ اور مرکز میں بھجوائی جاتی ہے۔

(۵)

چونکہ یہ خوشی کا دن ہے۔ اس لئے زائد عبادت کے علاوہ اگر اس دن اپنے اپنے ملک اور علاقہ کے رواج کے مطابق جس کی شریعت اجازت دیتی ہو۔ خوشی کا کوئی اور طریق اختیار کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ حضورؐ کے زمانہ میں عید کے موقعہ پر بعض حبشیوں نے گتکے وغیرہ کے کھیلوں کا مظاہرہ کیا تو حضورؐ نے بھی اسے ملاحظہ فرمایا۔ ہمارے ملک میں بھی کھیلوں اور دعوتوں وغیرہ کا رواج ہے۔

(۶)

عید الفطر کی نماز کا وقت سورج نکلنے سے کچھ دیر بعد سے لے کر زوال تک ہے۔ اس نماز میں اذان اور اقامت نہیں ہوتی۔ خطبہ شروع میں پڑھنے کی بجائے آخر میں پڑھا جاتا ہے۔ چونکہ خطبہ بھی نماز کا ایک اہم حصہ ہوتا ہے۔ اس لئے مقتدیوں کو خطبہ سنے بغیر نہیں جانا چاہیئے۔

اس نماز کی دو رکعتیں ہوتی ہیں جن میں عام تکبیروں کے علاوہ بارہ تکبیریں زائد ہوتی ہیں۔ پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ۔ جو ثنا اور تعوذ کے بعد اور قرآت سے قبل کہی جاتی ہیں۔ ہر تکبیر پر ہاتھ کانوں یا کندھوں تک لا کر کھلے چھوڑ دینا چاہیئے (گو باندھ لینے بھی جائز ہے) اور آخری تکبیر پر ہاتھ باندھ لینا چاہیئے۔

(۷)

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عید کے لئے جاتے اور آتے وقت بلند آواز سے تکبیریں پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

زينوا اعيادكم بالتكبير

یعنی اے مومنو! اپنی عیدوں کو تکبیروں سے مزین کرو۔

تکبیر کے الفاظ یہ ہیں:۔

الله اكبر الله اكبر
لا اله الا الله والله
اكبر الله اكبر ولله
الحمد۔

معتکفین قادیان دار الامان

امسال رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں قادیان دار الامان میں مسجد مبارک و مسجد اقصےٰ میں مندرجہ ذیل احباب کو اعتکاف بیٹھنے کی اللہ تعالےٰ نے سعادت عطا فرمائی ہے۔ دعا ہے کہ ان متبرک اور مبارک ایام میں اللہ تعالےٰ اپنے افضال و انوار و برکات خاص طور پر ان احباب پر نازل فرمائے اور ان کی عبادات کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

معتکفین مسجد مبارک

۱۔ مکرم چوہدری عبد القدیر صاحب
۲۔ " چوہدری سعید احمد صاحب
۳۔ " مولوی بشیر احمد صاحب خادم
۴۔ " عبد الرشید صاحب نیاز
۵۔ " عبد الکریم صاحب
۶۔ " صوفی علی محمد صاحب
۷۔ " عبد الکریم صاحب آسنوری
۸۔ " بھائی بشیر محمد صاحب
۹۔ " بھائی عبد الرحیم صاحب دیانت
۱۰۔ " محمد عضر صاحب
۱۱۔ " یو۔ مصطفےٰ صاحب
۱۲۔ مکرم فضل الرحمٰن صاحب
۱۳۔ " محمد انعام صاحب غوری
۱۴۔ " بشیر احمد صاحب مشتاق
۱۵۔ " رفیق احمد صاحب شاقد
۱۶۔ " محمد رمضان صاحب
۱۷۔ " عبد المالک صاحب
۱۸۔ " عبد الحلیم صاحب
۱۹۔ " شیخ غلام نبی صاحب
۲۰۔ " مولوی خورشید احمد صاحب
۲۱۔ " بی۔ ایم کریم احمد صاحب
۲۲۔ " مولوی محمد یوسف صاحب
۲۳۔ " مجید احمد صاحب
۲۴۔ " چوہدری محمد شریف صاحب
۲۵۔ " منظفر اقبال صاحب چیمہ
۲۶۔ " امام علی خان صاحب
۲۷۔ " سید منظور احمد صاحب عاقل

معتکفین مسجد اقصیٰ

۱۔ مکرم مرزا مبشر احمد صاحب

درخواست دعا

اس ماہ مبارک میں جماعت کے بزرگوں اور درویش بھائیوں کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ براہ کرم دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس مبارک مہینہ کی فضیلتوں سے مستفیض ہونے کی توفیق شامل فرمائے۔ گناہوں کو بخش دے اپنا فضل و رحمت نصیب کرے اور دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

جماعتہائے احمدیہ اڑیسہ کو اللہ تعالےٰ ایمان اور اخلاص کا وافر حصہ عطا فرمائے اس میں ترقی دے اور ہر شر سے بچائے

طالب دعا

احقر فضل الرحمٰن عفی عنہ اڑیسہ مقیم ایبر

خطبہ عید الفطر

تم خدا تعالیٰ کی خاطر عید مناؤ اور اپنے مقصد و مدعا کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو

تمہارا مقصد یہ ہے کہ تم نے اسلام کے جھنڈے کو دنیا میں بلند کرنا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودہ ۴ر جون ۱۹۵۴ء بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایسی تقریبوں کا نام جو کہ

انسان کے لئے خوشی کا موجب

ہوتی ہیں اپنے ایک نبی مسیح ناصری علیہ السلام کے ذریعہ سے عید رکھوایا ہے اور اس آیت سے استدلال کر کے مسلمانوں کی ان تقریبوں کا نام بھی عید رکھ دیا گیا ہے۔ درحقیقت عید کا مادہ عود ہے اور اس نام میں یہ حکمت رکھی گئی ہے کہ اس قسم کی تقریبیں بار بار آئیں۔ عربی زبان خدائی زبان ہے۔ اگرچہ یہ انسانوں کی بھی بنائی ہوئی ہے لیکن اس کی بناء الٰہی تصرف کے ماتحت ہے۔

عید کا لفظ

عربی زبان کا ہے اور اس نام میں یہ حکمت ہے کہ جب کوئی چیز انسان کے لئے خوشی اور لذت کا موجب ہوتی ہے تو اس کا دل چاہتا ہے کہ وہ اسے پھر بھی ملے۔ پرانے زمانہ کا جو لٹریچر ہے وہ اکثر کہانیوں پر مشتمل ہے۔ بچوں کو ایک کتاب پڑھائی جاتی ہے۔ اس میں ایک کہانی کا عنوان ہے۔ "میں نے ایک دفعہ دیکھا ہے دوسری دفعہ دیکھنے کی خواہش ہے" یعنی اگر کوئی انسان ایسی چیز دیکھے جو اس کے لئے خوشی کا موجب ہو تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اسے پھر بھی دیکھے۔ اسی لحاظ سے عید کا نام رکھا گیا ہے تا کہ یہ موقعہ اسے پھر بھی ملے۔ پس عید کا لفظ ایک تو اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ اس میں ایسا لطف لذت اور سرور ہے کہ انسان اس کا تکرار چاہتا ہے دوسرے اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ انسانوں پر بار بار لطف کرے۔ اور انہیں

خوشی کے مواقع

بہم پہنچائے۔ اگر انسان اسے رد کر دے تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔ ورنہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر بار بار فضل کرنا چاہتا ہے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا اذا

مرضت فھو یشفین (الشعراء ع ۵) کہ بیمار میں ہوتا ہوں اور شفا مجھے اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ غرض

اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت

آتی ہے اور بندے کی طرف سے اس کی اپنی غلطیوں کی وجہ سے زحمت آتی ہے اسی کی طرف خدا تعالیٰ نے ایک اور جگہ اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے رحمتی وسعت کل شیء (اعراف ع ۱۹) میری رحمت ہر چیز پر وسیع ہے۔ میں اپنے بندوں کو رحمت ہی رحمت دینا چاہتا ہوں۔ لیکن اگر ان میں سے کوئی رحمت نہ لے تو میں کیا کروں گزشتہ انبیاء کی قوموں نے جب خدائی ہدایت کو ماننے سے انکار کیا تو خدا تعالیٰ انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے

انلزمکموھا و انتم لھا کارھون (ہود ع ۳)

یعنی اگر تم خود ہدایت لینا پسند نہیں کرتے تو ہم جبراً تمہیں ہدایت نہیں دے سکتے۔ پس یہ چیز جبری طور پر نہیں آتی بیشک خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کی رحمت معافی اور بخشش آتی ہے۔ لیکن کسی انسان کو بالجبر اس سے حصہ نہیں دیا جا سکتا۔ اگر بندہ اس سے حصہ نہیں لیتا تو خدا تعالیٰ بادل نا خواستہ اسے سزا دیتا ہے ورنہ عذاب ہمیشہ بندے کی طرف سے آتی ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آتی۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ

رحمت اور بخشش

آتی ہے۔ ہاں اس نے یہ قانون بنا دیا ہے کہ جو شخص اس کی رحمت اور بخشش کو نہ لینا چاہے اس کو جبراً نہ دی جائے۔

پس عید کے لفظ سے دو نکتے نکلتے ہیں اور انہیں قرآنی سند حاصل ہے ایک نکتہ تو یہ ہے کہ جس چیز میں لذت اور لطف محسوس ہو انسان چاہتا ہے کہ وہ بار بار آئے دوسرے خدا تعالیٰ کی رحمت بھی یہ چاہتی ہے کہ ... کی تقریبات بار بار آئیں کیونکہ اس کا دل کسی کو سزا دینا نہیں چاہتا اس

کا دل انسان کو رحمت دینا چاہتا ہے اور اس سے یہ مضمون بھی نکل آیا کہ صفات الٰہیہ کا اصل مدار رحمت کے بار بار نزول پر ہے مگر کتنے ہیں جن کے لئے عید آتی ہے ایسے لوگ بہت کم ہیں جن کے لئے

حقیقی عید

آتی ہے۔ عید دلی اور ظاہری چین کا نام ہے لیکن بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں دلی چین تو نصیب ہوتا ہے۔ ظاہری چین میسر نہیں ہوتا۔ اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں ظاہری چین نصیب ہوتا ہے لیکن دلی چین سے وہ محروم ہوتے ہیں۔ بعض لوگ بامذاق ہوتے ہیں۔ وہ عید پڑھنے چلے جاتے ہیں لیکن ان کے تن پر نہ کپڑا ہوتا ہے اور نہ انہیں

پیٹ بھرنے کے لئے روٹی

میسر ہوتی ہے۔ لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں ظاہری طور پر سب کچھ نصیب ہوتا ہے۔ ان کی بیویاں زیوروں سے لدی ہوئی ہوتی ہیں۔ وہ زرق برق لباس پہنے ہوئے ہوتے ہیں۔ ادھر ادھر آنے جانے کے لئے ان کے پاس کاریں ہوتی ہیں کھانے کے لئے ماما ئیں ہوتی ہیں گھروں میں قسما قسم کے کھانے پک رہے ہوتے ہیں لیکن ان کے معدہ میں ناسور ہوتا ہے ... کی وجہ سے ان کھانوں کی لذت انہیں نہیں آتی۔ صدمات اور آپس کی لڑائی جھگڑوں کی وجہ سے انہیں

حقیقی خوشی

نصیب نہیں ہوتی۔ انہوں نے ظاہراً کپڑے پہنے ہوئے ہوتے ہیں لیکن ان کے پاس بیٹھی ہوئی پھٹے پرانے کپڑے پہننے والی عورت کا دل باغ باغ ہوتا ہے۔ لیکن ان کے دل اندرونی زخموں کی وجہ سے داغ داغ ہو رہے ہوتے ہیں غرض کسی شخص کی عید اس رنگ میں خراب ہو جاتی ہے اور کسی شخص کی عید اس رنگ میں خراب ہو جاتی ہے۔ وہ شخص جسے ظاہری

طور پر بھی عید میسر ہو۔ اور باطنی طور پر بھی اسے حقیقی عید حاصل ہو۔ بڑی تلاش کے بعد ملتا ہے اور وہی شخص جسے

ظاہری اور باطنی دونوں لحاظ سے

عید نصیب ہو حقیقی خوشی محسوس کر سکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ یہ دن بار بار لائے۔ ورنہ دوسروں کے لئے اس خواہش کا اظہار ایسا ہی ہے جیسے لطیفہ مشہور ہے کہ کوئی شخص سسرال جا رہا تھا اور وہ منحوس الفاظ دہراتا جاتا تھا۔ راستہ میں کچھ ایسے لوگ اسے ملے انہوں نے اسے اس قسم کے الفاظ دہرانے سے منع کیا اور ان کی بجائے انہوں نے جو الفاظ تجویز کئے۔ اس نے وہ الفاظ دہرانے شروع کر دیئے۔ ایک جگہ پر ایک برات جا رہی تھی۔ اور یہ الفاظ دہرا رہا تھا کہ خدا تعالیٰ یہ دن کبھی نہ لائے۔ براتیوں نے اسے خوب مارا اور کہا تم یہ

منحوس الفاظ

کیوں دہرا رہے ہو۔ اس نے کہا پھر میں کیا کہوں۔ انہوں نے کہا تم یہ کہو کہ خدا تعالیٰ یہ دن ہر ایک کو نصیب کرے۔ اس پر اس نے یہ الفاظ دہرانے شروع کر دیئے۔ آگے گیا تو ایک جنازہ آ رہا تھا۔ جنازہ کے ساتھ آنے والوں نے جب یہ الفاظ سنے۔ تو انہوں نے اسے خوب مارا۔ اور کہا ہمارا عزیز مر گیا ہے اور ہمارے دل زخمی ہیں اور تم یہ کہہ رہے ہو کہ خدا تعالیٰ یہ دن ہر ایک کو نصیب کرے۔ اس نے کہا پھر میں کیا کہوں انہوں نے اسے

بعض اور الفاظ

بتا دیئے جو اس نے دہرانے شروع کر دیئے پس جس کا دل افسردہ ہے کیا وہ کہے گا کہ یہ دن خدا تعالیٰ بار بار لائے۔ وہ تو کہے گا کہ خدا کرے یہ دن پھر نہ آئے۔ پھر جس کا ملبہ دکھی ہو گا۔ وہ جب دوسری عورتوں کو زیور پہنے دیکھے گا وہ جب دوسروں کو زرق برق پہنے اور عطر لگائے دیکھے گا۔ تو وہ کہے گا

خدا تعالیٰ کی شان

ہے۔ ہم تو اپنے بچوں کو تھپڑ مارتے ہیں کہ وہ ہم سے نئے کپڑے کیوں مانگتے ہیں ہمارے پاس سودا نہیں جو ہم پکا کر انہیں دیں اور یہ لوگ ہیں کہ زرق برق لباس پہنے ہوئے ہیں ...

... مارو ... کپڑے ...

... رہتے ہیں۔ چونکہ ... ہے ... مقرر ... ہیں۔ عورتیں ... قسم کے زیور پہنے ... ہیں

ہم تو کہیں گے خدا تعالیٰ نے یہ دن پورا لانے تاکہ ہمیں اور ہمارے بچوں کو تکلیف نہ ہو۔ پس عید کا ملنا ہر ایک کے اختیار میں نہیں بہت کم لوگ ایسے پائے جاتے ہیں جنہیں حقیقی عید نصیب ہوتی ہے۔ کیونسٹوں کو دیکھ لو۔ انہوں نے ظاہری طور پر عید منا لی چاہی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا وہ اس

ظاہری عید

کے منانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ منہ دعووں سے کیا بنتا ہے دیکھنا تو یہ ہے کہ کیا ان کی سکیم کامیاب ہو گئی ہے ان کے ملک کا یہ حالت ہے کہ وہ اس کی قیمت کو صحیح طور پر معلوم نہیں کر سکتے اس کی قیمت اتنی بڑھی ہوئی ہوتی ہے کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔ دوسرے ممالک جو سرمایہ دار ہیں۔ ان کی ظاہری حالت اگرچہ اچھی ہے وہ اچھی خوراک کھاتے ہیں اور قیمتی لباس پہنتے ہیں۔ لیکن حقیقی عید انہیں بھی میسر نہیں۔ یورپین لوگوں کو ہم عیاش کہتے ہیں۔ لیکن درحقیقت وہ عیاش نہیں میں نے خود یورپین لوگوں سے باتیں کی ہیں۔ ان میں

روحانیت کی خواہش

ایشیائیوں کی نسبت زیادہ ہے لیکن چونکہ امن اور چین انہیں باوجود سرمایہ دار ہونے کے میسر نہیں۔ اس لئے وہ اپنا غم غلط کرنے کے لئے ناچ دیکھتے ہیں شرابیں پیتے ہیں گانے سنتے ہیں۔ اور دوسری عیاشیوں میں اپنا وقت کاٹتے ہیں۔ انہیں کسی طرح سے بھی چین نصیب نہیں وہ سوتے ہیں تو مصیبت ہونے کی حالت میں۔ جاگتے ہیں تو دکھ بھرے دلوں کے ساتھ اور چونکہ ان میں روحانیت کی خواہش موجود ہے۔ اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم کالج بنائیں۔ ہسپتال بنائیں یا رفاہ عامہ کی دوسری جگہیں بنائیں۔ تو ہم پر فرشتے نازل ہوں گے۔ ہمیں روحانیت نصیب ہوگی۔ اس لئے وہ ان چیزوں پر اپنا روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ لیکن ہوتا کیا ہے وہ ہسپتال بناتے ہیں تو شیطان کا نزول ہونے لگتا ہے وہ سکول بناتے ہیں۔ تو بجائے اس کے کہ ان پر

فرشتوں کا نزول

ہو شیطان ان کے گھروں میں آ بستا ہے دنیا بھر خرابت جو وہ روحانیت کے حصول کی خاطر کرتے ہیں۔ ان کی بے ایمانی کے بڑھانے کا موجب ہوتی ہے اور ان کی

ہے چین پڑھتی ہے اور پھر انہیں عید کہاں نصیب ہوتی! حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کی درخواست پر یہ کہا تھا کہ اے اللہ ہم پر مائدہ نازل کیجئے۔ اس میں

قسم قسم کے کھانے

ہوں اور وہ کھانے آسمانی ہوں زمینی نہ ہوں۔ پھر یہ کھانے ہم پر روزانہ اتریں تا ہمارے اگلے اور پچھلے لوگوں کے لئے عید ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہیں تمہاری خواہش کے مطابق مائدہ دیتا ہوں۔ تا تمہاری عید ہو جائے لیکن اس کے بعد بھی اگر کسی نے ناشکری کی تو میں اسے

شدید ترین عذاب

دوں گا۔ اگر وہ کہتے کہ اے اللہ ہم چاہتے ہیں کہ صبح و شام تیری رضا ملے۔ تا ہمارے اگلے اور پچھلے لوگوں کے لئے عید ہو۔ یہ زیادہ درست ہوتا۔ انہوں نے خواہش تو کی روحانیت کی۔ لیکن اس کے حصول کے لئے جو ذرائع طلب کئے وہ سب دنیاوی تھے۔ جیسے یورپ کے لوگ خواہش تو روحانیت کے حصول کی کرتے ہیں لیکن اس کے لئے جو ذرائع استعمال کرتے ہیں وہ سب دنیوی ہوتے ہیں۔ روپیہ کمانے کے لئے اکثر دفعہ دوسروں کی دولت بھی چھیننی پڑتی ہے اور جو دوسروں کی دولت چھینے گا اس کا دل سخت ہوگا۔ اور جس کا دل سخت ہوا اسے روحانیت کہاں میسر آتی ہے۔ مثلاً ایک غریب آدمی کے پاس تھوڑا سا آٹا تھا اس نے آٹا گوندھا اور ایک پیڑا بنا کر چولہے پر روٹی میرا بیٹا کھائے گا اور میں خود بھوکا رہ کر گزارہ کر لوں گا لیکن ایک امیر شخص آیا اور اس نے وہ پیڑا چھین لیا پھر وہ امیر آدمی کسی دوسرے غریب شخص کے پاس جاتا ہے اور اس کے پاس سے بھی آٹے کا پیڑا چھین لیتا ہے جس سے اس نے خود بھوکے رہ کر اپنے بیٹے کا پیٹ پالنا تھا۔ پھر وہ امیر آدمی کسی تیسرے غریب شخص کے پاس جاتا ہے اور اس سے بھی یہی سلوک کرتا ہے اور اس کے نتیجہ میں اس کے ہاں پہلے پہنچتے ہیں وہ ان پراٹھوں میں سے ایک پراٹھا کسی غریب کو دے دیتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ میں اس طرح

غرباء کی مدد

کر رہا ہوں۔ وہ یہ خیال نہیں کرتا کہ اس نے پہلا مجھے سا آٹا کئی غریبوں سے چھینا ہے ان کو جب بھی اس ظلم کا احساس ہوگا اس پر مصیبت آ جائے گی۔ پھر ظالم ظلم چھوڑ بھی نہیں سکتا۔ جب کسی قوم کا سٹینڈرڈ دوسری قوموں

سے بوجہ ظلم اونچا ہو گیا ہو تو وہ ظلم کو مٹا نہیں سکتی کیونکہ یہ ایک قومی سوال بن جاتا ہے انفرادی سوال نہیں رہتا۔ یعنی اگر ایک فرد اسے چھوڑنا بھی چاہے تو وہ اسے چھوڑ نہیں سکتا جب تک کہ قوم کی اکثریت اس کے ساتھ نہ ہو۔ ایک چور

چوری کی عادت

چھوڑ سکتا ہے۔ ایک ظالم ظلم کو ترک کر سکتا ہے کیونکہ ایسا کرنے میں اسے کسی ہمسایہ یا دوست کی مدد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن جو قوم دوسری قوم کو اقتصادی طور پر اپنا غلام بنا لیتی ہے۔ وہ اگر دوسروں پر ظلم کرنا ترک بھی کرنا چاہے تو وہ ایسا نہیں کر سکتی کیونکہ عام طور پر کسی ملک کی اکثر آبادی کسی کام میں متفق نہیں ہو سکتی۔ اور جب کسی ملک کی اکثر آبادی اس بارہ میں متفق نہ ہو تو قومی عیب دور نہیں ہو سکتا۔ پس عید انسان نہیں لا سکتا۔ عید صرف خدا تعالیٰ لا سکتا ہے لیکن اس کا طریق اور ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے کہ جب خدا تعالیٰ سے دعا کرو تو رونی صورت بنا لیا کرو۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ اگر مظلومیت کا جھوٹا احساس بھی کیا جائے تو وہ حقیقی رنگ اختیار کر لیتا ہے ہم نے خود دیکھا ہے کہ ایک شخص جھوٹی شکایت لے کر آتا ہے اور ادھر ادھر کی باتیں بناتا ہے تاہم اس کی بات مان لیں لیکن تھوڑی دیر کے بعد اس پر یہ حالت طاری ہو جاتی ہے کہ اگر ہم کہیں تم مظلوم نہیں اسے غصہ آتا ہے۔ عربی زبان میں

ایک لطیفہ

ہے کہ ایک غریب لڑکا تھا۔ امراء کے لڑکے اسے مارتے تو ان سے بچنے کے لئے یہ کہہ دیتا فلاں شخص کے ہاں آج دعوت ہے۔ وہ لڑکے وہاں چلے جاتے اور اس کی جان بچ جاتی لیکن پھر آپ بھی بھاگ کر اس گھر کی طرف چلا جاتا اور خیال کرتا کہ میں نے مفت میں مار بھی کھائی ہے اور اگر فی الواقعہ وہاں دعوت ہوئی تو کھانے سے بھی محروم رہ جاؤں گا۔ جب لڑکے اس مکان پر جاتے اور دیکھتے کہ اس لڑکے نے ان سے جھوٹ بولا ہے دعوت تو کوئی نہیں۔ تو وہ پھر اسے پکڑ لیتے اور خوب مارتے۔ اس پر وہ لڑکا اور بھی زور سے کہنا شروع کر دیتا میں نے دھوکا کیا تھا اصل میں دعوت فلاں گھر میں ہے۔ اس پر وہ لڑکے اس گھر کی طرف جاتے لیکن بعد میں پھر وہ لڑکا خود بھی اس گھر کی طرف دوڑتا اور خیال کرتا کہ میں نے مار بھی کھائی ہے اور دعوت بھی

دوسرے لڑکے کہتے یہ درست نہیں غرض انسان ایک بناوٹی بات بناتا ہے لیکن بعد میں وہ حقیقت بن جاتی ہے۔ پس

حقیقی عید کے لانے کا ایک طریق

یہ بھی ہے کہ انسان بناوٹی عید بنانے کی کوشش کرے اس طرح خدا تعالیٰ اسے حقیقی عید دے دیگا بشرطیکہ حقیقی عید لانے کے لئے وہ کوشش کرے۔ ہمیں تو خدا تعالیٰ نے بناوٹی عید منانے کا موقع دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اپنے ایک مامور کو بھیجا ہے اور بتایا ہے کہ اب مسلمانوں کے لئے عید کا زمانہ آیا ہے یہ غلبہ و برکت اسلام کا زمانہ ہے لیکن افسوس کہ حقیقی عید لانے کے لئے ہم نے کوئی کوشش نہیں کی۔ اگر ہم جھوٹے طور پر بھی عید عید کہیں گے تو ہمارا نفس تو مجبور ہو جائے گا لیکن دراصل وہ بات سچی ہوگی جیسے قرآن کریم میں آتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس منافق آ کر کہتے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو اللہ کا رسول ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ منافق جھوٹ بولتے ہیں لیکن یہ بات تو سچی ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کا رسول ہے۔ پس اگر ہم جھوٹی عید بھی منائیں گے تو وہ سچی بن جائے گی۔ کیونکہ وہ

خدا تعالیٰ کی تائید

میں ہوگی۔ نئے کپڑے بدل لینا، عطر لگا لینا یا اچھے کھانے پکا لینا ایک ادنیٰ شکل ہے ہمیں اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے دل میں پیدا کرنا چاہئے۔ اس کی صفات کو یاد کرنا چاہئے اس کا ذکر کرنا چاہئے۔ چاہے ہم اپنے دل سے ایسا نہ کر رہے ہوں۔ صرف زبان سے ہی ذکر الٰہی کر رہے ہوں تا خدا تعالیٰ کو بھی غیرت آ جائے اور وہ ہمارے جھوٹ کو سچ بنا دے۔ مثلاً ایک امیر شخص اپنے غلام کو دس تھپڑ مارے اور پھر اس سے کہے کہ تم ہنس دو وہ بظاہر آہا آہا کرنے لگتا اس کا مالک اس پر خوش ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کا دل رو رہا ہوگا۔ اسی طرح اگر ہم بناوٹی عید محض خدا کی خوشنودی کے لئے منائیں گے تو خدا تعالیٰ بھی کہے گا کہ اس نے یہ بناوٹ صرف میری خاطر کی ہے اس میں جس چیز کی طاقت تھی اس نے اس کا اظہار کر دیا لیکن ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ دل میرے قبضہ میں ہیں۔ ظاہری طور پر اس نے عید بنائی ہے اندرونی طور پر میں اسے عید دیتا ہوں۔

پس جماعت کے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ ایسی باتیں کریں اور ایسا ماحول پیدا کریں جب ... معلوم ہو کہ ...

آ گئی ہے تمہیں خدا تعالیٰ نے

دنیا کی اصلاح کے لئے

مقرر کیا ہے تم کم از کم ظاہر ایسا بناؤ جو سچ کی تائید کے لئے ہو۔ ایسا ظاہر نہ بناؤ جو جھوٹ کی تائید میں ہو۔

میرے پاس شکایت آئی ہے کہ بعض لوگ باتوں باتوں میں کہہ دیتے ہیں کہ بعض احمدی معاملات میں اچھے نہیں۔ وہ خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ ایسا کہہ کر وہ درحقیقت اپنے آپ کو مجرم بناتے ہیں۔ کیونکہ جب خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ لنڈ (؟) سے لئے عید آئی ہے تو تم کس طرح کہہ سکتے ہو کہ عید نہیں آئی۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے میں نے ان لوگوں کے ذریعہ باقی

دنیا کی اصلاح

کرنی ہے لیکن تم کہتے ہو ان میں فلاں نقص ہے فلاں نقص ہے۔ اگر ظاہری طور پر تمہیں بعض نقائص نظر بھی آتے ہوں تو تم کہو کہ گو ہمیں نقائص نظر آتے ہیں مگر ہم جھوٹے ہیں۔ خدا تعالیٰ سچا ہے۔ ایک شخص رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کی یا رسول اللہ میرے بھائی کے پیٹ میں سخت تکلیف ہے آپ نے فرمایا اُسے شہد پلاؤ۔ چنانچہ اس نے اسے شہد پلایا۔ لیکن تکلیف پہلے سے بھی بڑھ گئی۔ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پھر دوبارہ گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی ہدایت کے ماتحت میں نے اپنے بھائی کو شہد دیا تھا لیکن اس کی تکلیف بڑھ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا اسے اور شہد دو۔ اس نے کچھ اور شہد دیا لیکن تکلیف پہلے سے بھی زیادہ ہو گئی۔ وہ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا شہد تو میں نے اور بھی دیا ہے لیکن میرے بھائی کی تکلیف اور بڑھ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا اسے اور شہد دو۔ تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے خدا تعالیٰ سچا ہے۔ جب اس نے کہا کہ شہد میں شفا ہے تو میں کس طرح مانوں کہ شہد سے تمہارے بھائی کو شفا نہیں ہو سکتی۔ ممکن ہے کوئی کہہ دے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم طبیب نہیں جانتے تھے کیونکہ یہ بات درست نہیں۔ آپ

روحانی طبیب

تھے اس لئے جسمانی طب کے تمام اصول بھی سمجھتے تھے آپ نے طبی اصول کی بناء پر ہی مریض کو شہد پلانا تجویز فرمایا۔ اگر وہ تیسری بار شہد پلا دیتا تو وہ یقیناً تندرست ہو جاتا ممکن ہے اس نے ایسا کیا ہی ہو۔ ہم نے ہومیو پیتھک اور

ہومیو پیتھک کا مطالعہ

کیا ہے اور ہم سنتے ہیں کہ اسہال کا علاج بعض دفعہ بلکہ سے مسہل کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ تم اگر کبھی ڈاکٹر کے پاس جاؤ اور کہو مجھے دست آتے ہیں تو وہ اکثر دفعہ تمہیں کیسٹر آئل دے دے گا۔ کیسٹر آئل پیچش کا علاج ہے اگر دست آتے ہوں اور ساتھ خراش ہو تو اس کا علاج کیسٹر آئل ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا تھا وہ درست تھا اگر وہ کافی شہد پلا دیتا تو اس کا بھائی ضرور تندرست ہو جاتا۔ لیکن اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مقام یہ بھی ہے کہ انسان کہے کہ مریض کا پیٹ جھوٹا ہے آپ تو سمجھتے تھے کہ شہد پلانے سے مریض کو یقیناً صحت ہو جائے گی۔ لیکن اس شخص کو یہ مقام حاصل نہیں تھا اس کا مقام یہ تھا کہ وہ کہتا میرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے ورنہ جو علاج رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجویز فرمایا تھا وہی درست ہے اسی طرح جب خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں اپنے مامور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور فرمایا کہ عیسائیت اب شکست کھا جائے گی اور اکثر عیسائی اسلام کو قبول کریں گے اور دنیا میں رحم و انصاف، عدل اور دیانتداری پیدا ہو جائے گی تو چاہے بظاہر حالات تمہارا دل اسے مانے یا نہ مانے تم یہی کہو کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے کہا ہے وہی درست ہے۔ تمہارے نزدیک یہ جھوٹ ہی سہی لیکن تم جھوٹ کی شکل میں سچ بولو۔ کیونکہ

خدا تعالیٰ کا قول

بہرحال سچا ہے اگر تمہارے پاس کوئی اور شخص آتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ بعض احمدی خراب ہوتے ہیں تو تم کہو مجھے بھی اب یہی نظر آتا ہے لیکن تم بھی جھوٹے ہو اور میں بھی جھوٹا ہوں۔ اگر خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ دنیا کی اصلاح انہی لوگوں کے ذریعہ ہو گی تو انہی لوگوں کے ہاتھوں سے اصلاح ہو گی۔ میں بھی تمہارے خیالات سے متفق ہوں لیکن ساتھ ہی نظر آ رہا ہے کہ میں بھی جھوٹا ہوں اور تم بھی جھوٹے ہو۔ تمہارا تو فرض تھا کہ تم

خدا تعالیٰ کی خاطر عید

مناتے لیکن تم نے تو ماتم کرنا شروع کر دیا ہے اس سے بڑھ کر بد قسمتی اور کیا ہو گی کہ خدا تعالیٰ تو عید دے اور تم ماتم کرو۔

پس تم خدا تعالیٰ کے کلام کے مناسب حال زبانیں بناؤ تبھی کامیابی ہو گی۔ تم اپنا مقصد اور مدعا سامنے رکھو۔ تمہارا مقصد یہ ہے

اخبار و آراء

”ہمارے نوجوان کدھر کو“

روزنامہ پرتاپ کا ایک نوٹ

”پچھلے ہفتہ ڈیڑھ کے دوران میں مراد آباد میں جو واقعات رونما ہوئے ہیں وہ بے حد افسوسناک ہیں اور ان سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارا نوجوان طبقہ بے لگام ہو کر کسی غلط راہ پر چل رہا ہے۔ مراد آباد کے طلباء نے بعض سینماؤں کو محض اس بناء پر آگ لگانے کی کوشش کی کہ سینما کے مالکوں نے طلباء کو رعایتی ٹکٹیں دیئے جانے کا مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ کوئی بھی شخص طلباء کے اس قسم کے بے ہودہ مطالبات کی حمایت نہیں کر سکتا۔ ہمیں نوجوانوں کے اس رجحان پر افسوس ہے انہیں یہ سمجھنے کی بھی توفیق نہیں کہ کوئی شخص بھی ان کا مطالبہ تسلیم کر کے اُن پر چھینٹ دیگا۔ رعایتی ٹکٹ مانگنے کا مطالبہ مضحکہ خیزی کی انتہا ہے نوجوانوں کی یہ راہ روی قوم کیلئے بیکسیپٹ دلی ہے۔ ہمارے نوجوان انتہائی حد تک گمراہ ہو گئے ہیں سینماؤں نے ان کی زندگی کے آدرش تبدیل کر دیئے ہیں۔ انہیں پڑھائی کا شوق نہیں رہا وہ کالج یا سکول کا کام کرنے کی بجائے سینما دیکھنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ انہیں علم ریاضی یا سائنس سے کوئی دلچسپی نہیں۔ انہیں فلم ایکٹروں کا شجرہ نسب یاد ہے۔ انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ فلاں فلم ایکٹریس کی عمر اتنے سال اتنے مہینے اور اتنے دن ہے لیکن اپنے نصاب کی کتابوں کے نام تک یاد نہیں۔ جہاں تک ٹیچروں کا تعلق ہے وہ خود کو بے بس پاتے ہیں۔ ٹیچروں اور طلباء میں گورو اور شسشیہ کا رشتہ موجود نہیں رہا۔ ٹیچروں کا وہ پہلا سا احترام ختم ہو چکا ہے۔ اس طرح طلباء کے سدھار کی جو تھوڑی بہت اُمید تھی وہ بھی ختم ہو چکی ہے۔

کہ تم نے اسلام کے جھنڈے کو دنیا میں گاڑنا ہے۔ یہ مت خیال کرو کہ یہ لوگ غریب ہیں۔ فقیر ہیں۔ بے شک یہ لوگ ظاہر میں غریب اور فقیر نظر آتے ہیں لیکن

اسلام کا جھنڈا

انہوں نے ہی گاڑنا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے یہی کہا ہے اگر تمہارا دل نہیں مانتا تو بے شک نہ مانے ہم کہیں گے تمہارا دل جھوٹا ہے خدا تعالیٰ سچا ہے اس نے جو بات کہی ہے وہ بہرحال سچی ہے مجھے کوئی عزیز سے عزیز رشتہ دار بھی کہے کہ احمدیوں میں فلاں نقص ہے یا فلاں نقص ہے تو میں اُسے جھوٹا ہی کہوں گا۔ پس تم یہ طریق اختیار کرو کہ جماعت کے دوسرے دوستوں کے متعلق یہ کہو کہ وہ بڑے با اخلاق ہیں۔ بڑے عبادت گزار ہیں بڑے دیندار اور خدا رسیدہ ہیں کیونکہ اس سے تم خدا تعالیٰ کی تائید کرو گے اور لوگوں میں نیکی کا جذبہ پیدا کرو گے اور اسی سے خدا تعالیٰ کا فضل نازل ہوگا اور تمہارے دل کو بھی چین نصیب ہوگا اور ان کی اصلاح ہو گی جن کے اندر کمزوری ہوگی

اس صورت حالات کی ذمہ داری سے گورنمنٹ بچ نہیں سکتی۔ علاوہ کو سیکولرازم کرنے کے جنون میں گورنمنٹ نے کالجوں اور سکولوں میں ایسے حالات پیدا کئے کہ طلباء لامذہب ہو گئے۔ مذہب کی قدریں ختم ہو گئیں اور اخلاق جاتا رہا۔ اس کا نتیجہ ہم آج دیکھ رہے ہیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہندوستانی قوم ایسے نوجوانوں پر مشتمل ہے جو فیشن پسند ہیں۔ اور جن کا واحد مشغلہ سینما دیکھنا یا فلمی گیت گانا ہے۔ قوم کا انجام کیا ہو گا یہ تصور کرتے ہی روح کانپ اُٹھتی ہے۔“

(پرتاپ جالندھر ۲۳ جنوری)

سماج کے نیتاؤ! ذرا ادھر بھی

ہم اپنی سیاسی اور اقتصادی اُلجھنوں میں کچھ اس قدر اُلجھے ہوئے ہیں کہ ہمیں اپنے اُن مسائل کی طرف دھیان دینے کا موقع نہیں ملتا جو ہماری جڑوں کو آہستہ آہستہ کھوکھلا کر رہے ہیں۔ ایک اخبار سے متعلق ہونے کی وجہ سے اور کچھ دیش کی پبلک زندگی میں حصہ لینے کی وجہ سے میرے پاس روزانہ بیسیوں خطوط آتے ہیں جن میں لوگ اپنی اپنی مشکلات پیش کرتے ہیں بعض اوقات ان خطوں کو پڑھ کر دل تڑپ اُٹھتا ہے کیونکہ ان مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کرنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔

لوگوں کی طرف سے اپنی جن جن مشکلات کا ذکر کیا جاتا ہے ان سب کا بیان کرنا نہیں چاہتا صرف ایک نہایت ہی اہم مسئلہ پیش کر رہا ہوں وہ یہ کہ کئی بار ایسے خطوط آتے ہیں جن میں لکھا ہوتا ہے کہ کسی شخص کی جوان لڑکیاں گھر میں بیٹھی ہیں لیکن اُنکے ہاتھ پیلے کرنے کے لئے اُنکے پاس کوئی ذرائع نہیں۔ یہ بیسیوں مثالیں ایسی پیش کی جا سکتی ہیں کہ بڑی بڑی اچھی لڑکیاں محض اسی لئے اپنے گھروں میں بیٹھی ہیں کہ اُنکے مطابق اُنکی شادی کا کوئی انتظام نہیں کر سکتے۔ بعض حالتوں میں لڑکے نہیں ملتے وہ مل جائیں تو شادی کا انتظام کرنے کے لئے پیسہ نہیں ہوتا۔ کچھ آجکل ہمارے رسم و رواج قسطنطنیہ کی آنت کی طرح بڑھتے جا رہے ہیں۔ پہلے لوگ اپنی بیٹیاں کی سگائی کر لیا کرتے تھے پھر سگائی پر ہزاروں روپے خرچ لگے اب کچھ ایک نئی لعنت شروع ہو گئی ہے کہ لڑکے کا نام دیا جاتا ہے لیکن لڑکی والوں کو شادی سے پہلے لڑکے والوں کا کم از کم دو بار گھر بھرنا پڑتا ہے۔ اب ایک اور نیا رواج چل نکلا ہے وہ یہ کہ لڑکے والے عام طور پر اصرار کرتے ہیں کہ دو ماہ کی ڈالٹ دہلی یا شہر میں کریں جہاں لڑکا اور اسکے والدین رہتے ہیں۔ گویا آج لڑکی کا پیدا ہونا ایک عظیم گناہ بن گیا ہے جس کے اب لڑکیاں ... اُنہیں ہرگز اسکی شرم محسوس نہیں ہوتی ... پر بے جا دباؤ کیوں ڈال رہے ہیں کوشش ہوتی ہے کہ لڑکی والوں کا جتنا بھی خون چوسا جا سکے چوس لیا جائے۔ اسلئے ... کب انکو طرح طرح کے مطالبات پیش کئے جاتے ہیں جنہیں ... نے توفیق دی ہے وہ تو کسی نہ کسی ڈھنگ سے پورا کر دیتے ہیں لیکن جو غریب لوگ ہیں وہ بیچارے کیا کریں۔ جیسے کہا ہے ... ”غریب کی خدا کی مار جسکے پاس کھانے کو نہیں ...“ ... جیا اور غریبوں میں بھی لڑکیاں زیادہ ہوتی ہیں ... بوجھ پڑ جاتا ہے جو وہ تمام عمر ...

قادیان میں احمدی خواتین کا کامیاب سالانہ جلسہ

(بقیہ صفحہ اول)

حضرت جناب بیگم رضی اللہ عنہا کے پاک نمونے ہمارے سامنے ہیں۔ حضرت عائشہ کے متعلق تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ آدھا دین عائشہ سے سیکھو۔ پس اگر ہم بھی کوشش کریں تو دین کا علم حاصل کر کے اس کی بہتر رنگ میں خدمات بجا لا سکتی ہیں۔ خوش قسمت ہے وہ شخص جو دین کی خدمت کر کے اللہ تعالیٰ سے اجر پاتے اور اپنے لئے دنیا و آخرت کو سنوار لے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تقریروں کے بعض اقتباسات جو خصوصیت سے احمدی مستورات کے متعلق تھے بڑے ہی دلنشین انداز میں پڑھ کر سنائے۔

اس کے بعد محترمہ امۃ العظیم انصار صاحبہ حیدرآباد نے "خصوصیات ..." کے موضوع پر تقریر کی۔ محترمہ نے مختصر تمہید کے بعد نہایت اچھے پیرایہ میں احمدیت کی خصوصیات کا ذکر کیا۔ محترمہ نے بتایا کہ مذاہب عالم میں اسلام کا مقام بلند و بالا ہے۔ جماعت احمدیہ الٰہی جماعت ہے جس کی اولین خصوصیت یہ ہے کہ اس نے اسلام کی کتاب کو زندہ کتاب اور اسلام کے رسول کو زندہ رسول اور اسلام کے خدا کو زندہ خدا بنایا۔ احمدیت ایک کمزور اور حاجتمند انسان کو آسمان پر زندہ بٹھائے جانے کے عقیدے کو غلط قرار دیتی ہے۔ جماعت احمدیہ قبولیت دعا کی قائل ہے۔ اسی بنا پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ "برکات الدعا" لکھا۔ دنیا کے تمام مذہبی پیشواؤں کی عزت و تکریم کرنا جماعت احمدیہ کی بڑی خصوصیت ہے۔ جماعت احمدیہ کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ جس حکومت میں رہے اس کی کامل اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیتی ہے۔ جماعت احمدیہ ایک منظم جماعت ہے اس کا اپنا ایک بیت المال ہے۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے محترمہ نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کی بہت سی خصوصیات ہیں سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ اس کے صرف مردوں میں ہی دین کی خاطر قربانی اور ایثار کا جوش نہیں بلکہ جماعت کی عورتیں بھی پیش پیش ہیں۔

اس کے بعد صاحبزادی عزیزی امۃ العلیم عصمت سلمہا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شعر

"... کول دیں دنیا ... پایا ہم نے"

... نظم ...

... نیز ...

بیگم ...

مدظلہا العالی کی ایک نظم پڑھ کر سنائی۔ نظم کے بعد محترمہ شکیلہ اختر صاحبہ آف پٹنہ نے "خلافت کی اہمیت" کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے سورۃ فاتحہ سے بڑے ہی دلنشین انداز میں تنظیم اور مرکزیت و خلافت کے قیام کو ثابت فرمایا۔ اور بتایا کہ جس طرح انسان کے جسم میں دل اور دماغ جسمانی مرکز ہیں۔ اور تمام اعضاء اس کے ماتحت کام کرتے ہیں اسی طرح روحانی لحاظ سے بھی ہیں ایک شخص یعنی مقدس لیڈر جو خدا تعالیٰ کے ہاتھوں سے قائم کردہ ہو اسکی ضرورت ہے خلافت کی برکتیں بے انتہا ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی ہمیشہ قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے

بعدہٗ عزیزہ ... بیگم صاحبہ نے بعنوان "اسلام میں پردہ کی اہمیت" پر تقریر کی۔ موصوفہ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ پردہ اسلامی احکام میں سے ایک اہم حکم ہے موجودہ زمانہ میں بے پردگی کا خطرناک پہلو کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ یہ بھی آنحضرت صلعم کی ایک پیشگوئی تھی کہ ایسا زمانہ آئیگا۔ چنانچہ موجودہ عریاں لباس کو حدیث شریف میں ننگے لباس کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور آنحضرت صلعم کے نزدیک اسلامی احکام کو ترک کر کے دنیاوی تہذیب و تمدن کی تقلید کرنے والے اسی قوم سے سمجھے جائینگے جس کی وہ نقل کریں۔ محترمہ نے قرآن مجید و احادیث و روایات اور اقوال زریں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اسلامی پردہ کی اہمیت کو بڑی وضاحت کے ساتھ حاضرات کے سامنے پیش کیا اور بتایا کہ قرآن مجید ایک دائمی شریعت ہے اور اس کا ہر حکم بھی دائمی اور ہر زمانے کے لئے ہے۔ اسلامی پردہ سے مراد زندان نہیں اور وہ عورت کو قید و بند میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا بلکہ پردہ میں رہ کر مستورات بڑے سے بڑے کام کر دکھاتی ہیں۔ اس ضمن میں محترمہ نے صحابیات کے شاندار کارناموں کا ذکر کر کے یہ ثابت کیا کہ مسلمان عورتیں پردہ میں رہ کر بھی سب کام کر سکتی ہیں اور صحابیات کا نقشہ بہنوں کے سامنے پیش کیا۔ اسلام پردہ کے ذریعہ مرد و عورت کے آزادانہ اختلاط کے نتیجہ میں معاشرے کے اندر جو گند پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اس کی مؤثر طریق پر روک تھام کرتا ہے۔ آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریروں کے چیدہ چیدہ اقتباسات جو پردہ کے متعلق آپ نے وقتاً فوقتاً بیان فرمائے تھے بہنوں کے سامنے پیش کر کے اپنی تقریر کو ختم کیا۔ اس کے بعد عزیزی بشریٰ بیگم نے خوش الحانی سے نظم پڑھی۔ عزیزی عائشہ صدیقہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک شاندار الہام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کے موضوع پر تقریر کی۔

اس کے بعد محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ نے تقریر کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا۔ "صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام" اپنی تقریر کو قرآن مجید کی آیت انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون سے شروع کرتے ہوئے بتایا کہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے دین کی حفاظت کرے گا۔ چنانچہ اپنے وعدہ کو پورا کرتے ہوئے اس ملت کی حفاظت کے لئے وہ ہر صدی کے سر پر مجدد مبعوث کرتا رہا ہے اور موجودہ زمانے میں اپنے خاص فضل و کرم سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ آنحضرت صلعم کی اور دیگر قدیم پیشگوئیوں کے مصداق ہیں۔ اور سابقہ پیشگوئیوں کے مطابق تمام قوموں کے موعود راہنما ہیں۔ اب تمام قوموں کی نجات اور ترقی آپ کے مقدس وجود سے وابستہ ہے۔ اسی ضمن میں بعض پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے محترمہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو واضح کیا۔ بعدہٗ محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ حیدرآباد نے درعدن میں سے نظم پڑھی۔ محترمہ صوفیہ بیگم صاحبہ آف پٹنہ نے "ہماری ذمہ داریاں" کے موضوع پر تقریر کی۔ محترمہ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کام اپنے آقا محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اسلام اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کو زندہ کرنا تھا۔ آپ کے بعد خلافت کا سلسلہ جاری ہے ہماری سب سے بڑی ذمہ داری خلافت کو قائم رکھنا اور اس سے ہمیشہ اپنا تعلق وابستہ رکھنا ہے۔ پھر آپ نے بچیوں کی اعلیٰ تربیت بھی ہمارا اولین فرض اور ہماری ذمہ داری ہے۔ ان کے اندر احمدیت کی روح پھونکنے کے لئے مذہب کے متعلق عام معلومات سے واقف کرانا چاہیئے۔ خلافت انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گی۔ اسلئے ہمیں خود اپنے دلوں میں اور اپنی اولادوں کے دلوں میں بھی خلافت کے قیام کا جذبہ پیدا کرتے رہنا چاہیئے۔ غرض محترمہ موصوفہ نے عمدہ پیرایہ میں بہنوں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور ہمیشہ خدمت دین کیلئے تیار رہنے کی تلقین کی۔ اسکے بعد عزیزہ محمودہ بیگم نے "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" کے موضوع پر تقریر کی۔ عزیزہ کی تقریر کے بعد محترمہ صدیقہ بیگم صاحبہ حیدرآباد نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی یاد میں ایک درد ناک نظم پڑھ کر سنائی۔

نظم کے بعد عزیزہ امۃ العلیم نے بعنوان "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنحضرت صلعم سے محبت" پر تقریر کی۔

اس پروگرام کی آخری تقریر خاکسارہ کی تھی جس کا عنوان تھا "سیرت و برکات حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ" خاکسارہ نے آپ کے متعلق سابقہ مذاہب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں مذکورہ پیشگوئیاں بیان کیں اور بتایا کہ ۱۹۴۴ء میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے خدائی انکشاف کے بعد مصلح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ آپ موعود خلیفہ اور مصلح موعود تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے فی الواقع اپنی رضا مندی کے عطر سے ممسوح کیا تھا۔ آپ کا وجود تمام جماعت کے لئے نہایت ہی شفیق اور مہربان باپ کا رنگ رکھتا تھا۔ ... باوجود پُر رعب صاحب جلال شخصیت کے حضور دل کے حلیم تھے۔ عشق الٰہی اور عشق محمد رسول اللہ صلعم میں ڈوبے ہوئے تھے۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عاشق جانثار اور تعلق باللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کے لحاظ سے عظیم الشان مقام پر فائز تھے۔ آپ کے وجود کی برکت سے اسلام اور احمدیت کا پیغام اکناف عالم تک پہنچا۔ اس طرح خدا تعالیٰ کی ہستی کے تازہ بتازہ نشانات جماعت نے ہزاروں کی تعداد میں آپکے مبارک وجود کے ذریعہ سے ملاحظہ کئے۔ سینکڑوں عظیم الشان مساجد کا قیام لائبریریوں اور اخبارات و رسائل کا اجراء اور درجنوں تعلیمی اداروں کا قیام آپکے ہی وجود کی برکت سے ہوا۔ مختصر یہ کہ حضور رضی اللہ عنہ کے پورے باون سالہ دور خلافت میں ہر رنگ میں اسلام اور احمدیت کو عظیم الشان ترقی و غلبہ حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر ہمیشہ اپنی دائمی برکات نازل کرتا چلا جائے۔ آمین۔

آخر میں محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ اور عزیزی امۃ المتین یادگیر نے یکے بعد دیگرے نظمیں پڑھیں۔ محترمہ صدر صاحبہ نے باہر سے آنے والی احمدی مستورات اور مقامی غیر مسلم مستورات کا شکریہ ادا کیا اور دعا کرائی۔ اس طرح مستورات جماعت احمدیہ کا یہ سالانہ اجلاس شاندار رنگ میں قریباً ۲ بجے اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کو بیشمار برکتوں اور رحمتوں کا پیش خیمہ بنائے اور اسلام اور احمدیت کی ترقی کا موجب بنائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس اجلاس میں شامل ہونے والی احمدی خواتین کی تعداد پونے پانچ صد اور غیر مسلم شامل ہونے والی مستورات کی تعداد تقریباً ۔۔۔ صد تھی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

خاکسار رضیہ بیگم سیکرٹری لجنہ اماء اللہ قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیاتِ مقدسہ کے آخری لمحات

از قلم محترم جناب صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ربوہ

ہمارے نہایت ہی پیارے امام، میرے محبوب روحانی اور جسمانی باپ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی بیماری کے آخری چند لمحات کی یاد ایک نہ مٹنے والا نقش ہے۔

شام سے طبیعت زیادہ خراب تھی اور مسلسل سانس کو درست رکھنے کے لئے آکسیجن دی جا رہی تھی۔ چھاتی میں رسوب زیادہ بھر رہا تھا جسے بار بار نکالنے کی ضرورت پیش آتی تھی اور مکرم محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب باربار معائنہ فرماتے اور رسوب کا اخراج خود اپنے ہاتھوں سے کرتے رہے۔ بچوں میں سے دو تو ڈیوٹی پر تھے اور باقی تمام ویسے ہی جمع تھے خاندان کے بڑے چھوٹے سبھی کے دل اندیشوں کی آماجگاہ بنے ہوئے تھے تاہم زبان پر کوئی کلمہ بے صبری کا نہ تھا اور امید کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹا تھا۔ اندیشے دھوئیں کی طرح آتے اور جاتے رہتے۔ توکل علی اللہ ایک امید غیر متزلزل چٹان کی طرح قائم تھی۔ وہ جو صاحبِ تجربہ نہیں شاید اس بظاہر متضاد کیفیت کو نہ سمجھ سکیں لیکن وہ صاحبِ تجربہ جو اپنے رب کی قضا و قدر کے اشاروں کو سمجھنے کے باوجود اس کی رحمت سے کبھی مایوس ہونا نہیں جانتے میرے اس بیان کو بخوبی سمجھ جائیں گے پس افکار کے دھوئیں میں گھری ہوئی ایک امید کی شمع ہر دل میں روشن تھی۔ اور آخر تک روشن رہی تاہم کبھی کبھی یہ فکر کا دھواں دم گھونٹنے لگتا تھا۔ دعائیں سب ہونٹوں پر جاری تھیں اور ہر دل اپنے رب کے حضور سجدہ ریز تھا۔

حضورؓ پر کبھی غنودگی طاری ہوتی تو کبھی پوری ہوش کے ساتھ آنکھیں کھول لیتے اور اپنی عیادت کرنے والوں پر نظر فرماتے۔ ایک مرتبہ بڑی خفیف آواز میں برادرم مرزا منور احمد صاحب کو طلب فرمایا۔ لیکن جیسا کہ مقدر تھا رفتہ رفتہ یہ غنودگی کی کیفیت ہوش کے وقفوں پر غالب آنے لگی اور جوں جوں رات بھیگتی گئی غنودگی بڑھتی رہی۔ اس وقت بھی گو بیماری کی تشویش بہت بڑھ گئی تھی لیکن یہ تو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ حضورؓ کی یہ آخری رات ہے جو آپ ہمارے درمیان گذار رہے ہیں۔ تقریباً گیارہ بجے شب میں ذرا ستانے اور ایک لاہور سے تشریف لائے ہوئے مہمان کو گھر چھوڑنے گیا اور عزیزم انس احمد کو تاکید کر گیا کہ اگر ذرا بھی طبیعت میں کمزوری دیکھو تو اسی وقت بذریعہ فون مجھے مطلع کر دو۔

نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر بستر پر لیٹے ابھی چند منٹ ہی ہوئے ہوں گے کہ فون کی دل ہلا دینے والی گھنٹی بجنے لگی۔ مجھے فوری طور پر پہنچنے کی تاکید کی جا رہی تھی۔ اسی وقت جلدی سے وضو کر کے ایک ناقابلِ بیان کیفیت میں وہاں پہنچا۔ قصرِ خلافت میں داخل ہوتے ہی مکرم ڈاکٹر مسعود احمد صاحب اور مکرم ڈاکٹر ذکی الحسن صاحب کے پژمردہ چہروں پر نظر پڑی جو باہر برآمدے میں کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ حضورؓ کے کمرہ میں پہنچا تو اور ہی منظر پایا۔ کہاں احتیاط کا وہ عالم کہ ایک وقت میں دو افراد سے زائد اس کمرہ میں جمع نہ ہوں اور کہاں یہ حالت کہ افرادِ خاندان سے کمرہ بھرا ہوا تھا۔ حضرت سیدہ ام متین اور حضرت سیدہ مہر آپا بائیں جانب سرہانے کی طرف اداسی کے مجسمے بنی ہوئی پٹی کے ساتھ لگی بیٹھی تھیں۔ برادرم حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد دائیں طرف سرہانے کے قریب کھڑے تھے اور حضرت بڑی پھوپھی جان اور حضرت چھوٹی پھوپھی جان بھی چارپائی کے پہلو میں ہی کھڑی تھیں، میرے باقی بھائی اور بہنیں جو بھی ربوہ میں موجود تھے سب وہیں تھے اور باقی اعزا و اقربا بھی سب ارد گرد اکٹھے تھے سب کے ہونٹوں پر دعائیں تھیں اور سب کی نظریں اس مقدس چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ سانس کی رفتار تیز تھی۔ اور پوری بے ہوشی طاری تھی۔ چہرے پر کسی قسم کی تکلیف یا جدوجہد کے آثار نہ تھے۔ میں نے کسی بیمار کا چہرہ اتنا پیارا اور معصوم نظر آتا ہوا نہیں دیکھا۔ میں نہیں جانتا کہ اس عالت میں ہم کتنی دیر کھڑے رہے اور سانس کی کیفیت میں وہ کیا تبدیلی تھی جس نے ہمیں غیر معمولی طور پر چونکا دیا۔

اس وقت مجھے پہلی مرتبہ یہ غالب احساس ہوا کہ گو خدا تعالیٰ قادرِ مطلق اور حی و قیوم ہے اور ہر آن اپنی تقدیر کو بدل سکتا ہے لیکن وہ تقدیر جس سے ہمارے ناداں دل گھبراتے تھے وہ تقدیر آ پہنچی ہے۔ پس اسی وقت میں نے قرآن کریم طلب کیا اور اس مقدس وجود کی روحانی تسکین کی خاطر جس کی ساری زندگی قرآن کریم کے عشق اور خدمت میں صرف ہوئی سورہ یٰسین کی تلاوت شروع کر دی۔ یہ ایک مشکل گھڑی تھی اور سر سے لے کر پاؤں تک میرے جسم کا ذرہ ذرہ کانپ رہا تھا۔ اس وقت مجھے صبر کی طاقت میں ڈھیلی ہوتی محسوس ہوئی۔ اس وقت میں نے اپنے چاروں طرف سے گھٹی گھٹی سسکیوں کی آوازیں بلند ہوتی ہوئی سنیں لیکن خدا گواہ ہے کہ یہ سسکی دعاؤں میں لپٹی ہوئی اور ہر دعا آنسوؤں میں بھیگی ہوئی تھی۔

سورۃ یٰسین کے دوران ہی میں سانس کی حالت اور زیادہ تشویشناک ہو چکی تھی، اور تلاوت کے اختتام تک زندگی کی کشمکش کے آخری چند لمحے آ پہنچے تھے۔ میں نے قرآن کریم ہاتھ سے رکھ دیا اور دوسرے عزیزوں کی طرح قرآنی اور دیگر مسنون دعاؤں میں مصروف ہو گیا۔ حضورؓ نے ایک گہری اور لمبی سانس لی جیسے معصوم بچے روتے روتے تھک کر لیا کرتے ہیں اور ہمیں ایسا محسوس ہوا جیسے یہ آپ کی آخری سانس ہے۔ اسی وقت میں نے ایک مسواک کے چند قطرے پانی میں ملا کر اپنی تشہد کی انگلی سے قطرہ قطرہ حضورؓ کے ہونٹوں میں ٹپکانے شروع کئے اور ساتھ ہی بے اختیار ہونٹوں پر یہ دعا جاری ہو گئی کہ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ نَسْتَغِیْثُ۔ اس وقت سانس بند تھے اور جسم ٹھنڈا ہو رہا تھا اور بظاہر زندگی کا رشتہ ٹوٹ چکا تھا۔ لیکن اچانک ہم نے حی و قیوم خدا کا ایک عظیم معجزہ دیکھا۔ مجھے حضرت پھوپھی جان کی بے قرار آواز سنائی دی کہ دیکھو ابھی پاؤں میں حرکت ہوئی تھی، اور ان الفاظ کے ساتھ ہی ہونٹوں میں بھی خفیف سی حرکت ہوئی اور سانس لینے کا سا اشتباہ ہوا۔ معاً شدید کرب اور بے چینی سکینت میں بدل گئے اور ہر طرف سے یا حی و یا قیوم کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ اور جوں جوں ہم دعا کرتے رہے حضورؓ کے سانس زیادہ گہرے ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ وہ ڈاکٹر بھی جو جسم کو بظاہر مردہ چھوڑ کر چلے گئے تھے واپس بلوائے گئے اور بڑی حیرت سے اس معجزانہ تبدیلی کا مشاہدہ کرنے لگے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ حضورؓ کی زندگی کا بظاہر جسم کو چھوڑ دینے کے بعد معجزانہ طور پر پھر واپس لوٹ آنا محض ہمارے دلوں کو سکینت عطا کرنے کی خاطر تھا۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے گویا ایک فضل و احسان کا پھاہا تھا جو ہمارے قلوب پر رکھا گیا۔

چنانچہ اس کے تقریباً بیس منٹ کے بعد حضورؓ کو اپنے آسمانی آقا کا آخری بلاوا آ گیا۔ اس وقت کا منظر اور کیفیت ناقابلِ بیان ہے۔ ہم نے آسمان سے صبر اور سکینت کو اپنے قلوب پر نازل ہوتے دیکھا اور یوں محسوس ہوا جیسے ضبط و تحمل کی باگ ڈور رحمت کے فرشتوں کے ہاتھوں میں ہے۔ آنکھوں سے آنسو ضرور جاری تھے اور دلوں سے دعائیں بھی بدستور اٹھ رہی تھیں مگر سب کا دل کامل طور پر راضی برضا اور سب سر اپنے معبود، خالق و مالک کے حضور جھکے ہوئے تھے۔ ہم ٹکٹکی لگا کر اسی طرح خدا جانے کب تک اس پیارے چہرے کی طرف دیکھتے رہے جسے موت نے اور بھی زیادہ معصوم اور حسین بنا دیا تھا۔ اس تقدس کے ماحول میں جس کی فضا ذکرِ الٰہی سے معمور تھی اور جس کی یاد کبھی فراموش نہیں کی جا سکتی۔ حضورؓ کی نعشِ مبارک نور میں نہائی ہوئی ایک معصوم فرشتے کی طرح پڑی تھی۔ دل بے اختیار ہم سب کے دل و جان سے زیادہ پیارے آقا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے بعد یہ کہتا تھا یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً۔

درخواستِ دعا

مکرمی محمد احمد صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ جمشید پور جو ایک مخلص نوجوان ہیں مع اہل و عیال جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے قادیان آئے تھے۔ یہاں آ کر ان کے بیوی بچے بیمار پڑ گئے۔ اور اسی طرح ان کے والد اور والدہ اور بعض دیگر رشتہ دار بھی بیمار ہو گئے۔ چنانچہ اسی پریشانی کی حالت میں وہ سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے گھر پہنچے۔ وہاں سے انہوں نے اپنے خیریت سے پہنچنے کی اطلاع دیتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ ان کے بچے کا علاج جاری ہے۔ نیز وہ ایک مقابلہ کے امتحان میں شامل ہو رہے ہیں۔ جملہ بزرگان و احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ رمضان المبارک کے بابرکت ایام میں اس مخلص بھائی کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کو شفا

انسان کی رُوحانی اور جسمانی صحت کیلئے چند مفید مشورے

از مکرم محمد حبیب اللہ متعلم بی ایس سی حیدر آباد دکن

انسان کو اشرف المخلوقات کے لقب سے اس لئے مشرف کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جسمانی نعمتوں کے ساتھ ہی ساتھ روحانی نعمتیں بھی ودیعت کی ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ روحانی اعتبار سے ہر انسان فطرتاً نیک طبع واقع ہوا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود بھی ارشاد فرمایا ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا لیکن ماحول کے اثرات اور تربیت کی خامیاں و نقائص اس کی فطرت پر اثر انداز ہو کر فطرت کی پاکی کو ناپاک کر دیتے ہیں۔ ایک بچہ اگر اچھے ماحول میں نشو و نما پائے اور صحیح خطوط پر اس کی تربیت کی گئی ہو تو اس کے عادات و خصائل ان نقائص سے منزہ ہونگے جو عام طور پر غلط تربیت اور ماحول میں پرورش یافتہ بچوں میں پائے جاتے ہیں۔ فی الحقیقت ایک معصوم بچہ کی فطرت ہی انسان کی فطرت صحیحہ کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ لطیفہ مشہور ہے کہ کوئی صاحب اپنے کسی ملاقاتی سے ملنا نہ چاہتے تھے اس لئے مکان میں ہوتے ہوئے بھی اپنے بچے سے کہلا بھیجا کہ جا کر ان حضرت سے کہہ دو کہ ابا گھر پر نہیں ہیں۔ بچے نے جا کر اطلاع دی کہ ابا کہہ رہے ہیں کہ ابا گھر پر نہیں۔ گویا اس بچہ کی فطرت نے اس کو آمادہ نہ کیا کہ وہ اپنی طرف سے یہ کہہ دے کہ ابا گھر پر نہیں۔

انسان کو تو اللہ تعالیٰ نے ایسا بلند مقام عطا کیا ہے کہ اسے اشرف المخلوقات قرار دیا اور فرمایا:۔

ولقد کرمنا بنی آدم وحملنھم
فی البر والبحر ورزقنھم
من الطیبات وفضلنھم
علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا

ہم نے بنی آدم کو شرف بخشا ہے اور ان کے لئے خشکی اور تری میں سواری کا سامان پیدا کیا ہے۔ انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا ہے اور جو مخلوق ہم نے پیدا کی ہے اس میں سے اکثر حصہ پر ہم نے انہیں فضیلت دی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسے عظیم الشان منصب سے سرفراز فرمایا کہ اپنی کثرت مخلوق پر اسے فضیلت دے کر کائنات کا سر تاج بنا دیا اور یہ سونپ دیا کہ وہ جس طرح چاہے ان سے فائدہ اٹھائے۔ لیکن انسان نے اپنے منصب جلیلہ کی قدر نہ پہچانی اور خود اپنے مرتبہ کو بھی سمجھنے کی کوشش نہ کی۔ اگر انسان نفس امارہ کے تابع ہو جاتا ہے تو وہ انسان کے درجہ سے گر کر حیوان بن جاتا ہے۔ ایسے انسان اور حیوان میں امتیاز و انسانیت کے لحاظ سے کوئی فرق باقی نہیں رہ جاتا۔ اگر کوئی انسان نیک اور صالح ماحول میں اپنی زندگی گذارتا ہے تو صرف ایسی ہی صورت میں وہ بُری اور بھلی باتوں میں تمیز کر سکے گا۔

ہر انسان پر لازم ہے کہ وہ سمجھے کہ جسم خدا تعالیٰ کی دین اور امانت ہے جس کی نگہداشت و حفاظت اس کے ذمہ کی گئی ہے انسان کی تخلیق کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے بہترین تقویم سے اس کی پیدائش کی ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم لیکن بعض بدبخت ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی غفلت اور لاپرواہی اور اعمال کے نتیجہ میں خدا کی اس امانت میں خیانت کا ارتکاب کر کے اپنی جسمانی حالت خراب کر لیتے ہیں اور صحت و تندرستی کھو بیٹھتے ہیں اور نتیجۃً حقوق اللہ اور حقوق العباد کو بہترین رنگ میں ادا کرنے کے قابل نہ رہ کر ثم رددنہ اسفل سافلین کے مصداق قرار پاتے ہیں۔

طاقتور انسان کو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں پہاڑوں سے تمثیل دی ہے جس طرح پہاڑ اپنی جگہ سے نہیں ٹل سکتے اسی طرح ایک طاقتور انسان اپنے ارادہ پر اٹل ہو جاتا ہے اور جس کام کا ارادہ کرتا ہے وہ کر گزرتا ہے قوت جسمانی قوت ارادی پیدا کرتی ہے جو کہ خود اعتمادی اور ضبط نفس کی ضامن ہے صحت کی برقراری اور قوی کی مضبوطی ہی کی صورت میں انسان ہر مشکل سے مشکل کام سر انجام دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے ایک مومن اور بالخصوص احمدی نوجوان کو تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ آپ نے کیسے کیسے مشکل کام انجام دیئے۔ جب مسجد نبوی بننے لگی تو سب سے پہلے آپ نے اکیلے ہی پتھر ڈھونے شروع فرمائے یہ دیکھ کر ایک انصاری شاعر بول اٹھا

لوقعدنا والنبی یعمل
لذاک منا العمل المضلل

یعنی نبی اکیلا کام کرے اور ہم بیٹھے رہیں یہ تو ہماری بڑی کارروائی ہوگی۔ اٹھو اور کام کرو

غزوہ احزاب کے موقع پر سخت سردی کے دنوں میں حضور صلعم خندق کھودنے میں شریک تھے اور آپ کا سینہ مبارک مٹی سے بھرا ہوا تھا کہ ایک صحابی آئے اور انہوں نے حضور کو دکھایا کہ بھوک کی وجہ سے خالی پیٹ پر پتھر باندھا ہوا ہے آپ نے ان کی تسلی کے لئے اپنا پیٹ دکھایا جس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ اللھم صل علی محمد۔

آپ ہر میدان میں ہر فرد بشر بچے بوڑھے جوان سبھوں کے لئے کامل نمونہ ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پچیس سال تک یعنی جوانی بلکہ عرب کی آب و ہوا کے لحاظ سے ادھیڑ عمر تک بالکل کنوارے اور مجرد رہے مگر نہایت عفیف اور اتنے پاکدامن کہ کسی عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی حرام سمجھا اور وہ بھی ایسے ماحول میں جہاں کہ عیش و عشرت کا بازار گرم تھا۔ ماحول انتہائی خراب مگر آپ پر اثر انداز نہیں۔ جوانی ہے مگر دیوانی نہیں۔ تو ہیں مگر ان کا غلط استعمال نہیں۔ جذبات ہیں مگر بے طریقہ نہیں۔ اس کامل نمونہ کو پیش نظر رکھ کر اگر اپنے اعمال ڈھالنے کی کوشش کی جائے تو روحانی پاکیزگی کے علاوہ صحت بھی برقرار رہے گی۔

دنیا میں بہت سے لوگ بالخصوص خاندانی اس لئے غربت کا شکار ہیں کہ وہ محنت نہیں کرتے۔ انہیں اگر کوئی کام بھی ملتا ہے تو اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ مر جائیں گے مگر مزدوری نہیں کریں گے۔ قومیں ترقی کر رہی ہیں غریب امیر ہو رہے ہیں۔ مزدور اور لیبر دنیا میں حکمران بن رہے ہیں لیکن ہم ہیں کہ یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی بیدار نہیں ہو رہے۔

کروڑوں کروڑ درود اور سلام اس رحمۃ للعالمین پر جو سب سے معزز خاندان عبد المطلب کے پوتے ہو کر اس وقت جبکہ بادشاہ بن گئے تھے یہ فرمانے میں فخر محسوس کرتے ہیں کہ کنت ارعیٰ لاھل مکۃ علی قراریط کہ میں چند پیسوں کے عوض مکہ والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ اپنی امت کو صاف اور متعین الفاظ میں بار بار ارشاد فرماتے ہیں کہ سب سے افضل کھانا وہ ہے جو اپنی کمائی کا ہو۔ فرمایا کہ داؤد نبی بھی اپنے ہاتھ کی صنعت کی کمائی سے کھاتے تھے۔ امت کو دعا سکھلاتے ہیں۔

اللھم انی اعوذ بک من العجز والکسل

یعنی الٰہی مجھے سستی، نکما اور بیکار رہنے سے بچا۔ اپنی امت کے ایک بے روزگار شخص کو بلا کر ارشاد فرماتے ہیں یہ کلہاڑی لے جنگل میں جا کر لکڑیاں کاٹ کر گٹھا بنا لے اور شہر میں لا کر بیچ دے۔ لیکن خبردار کسی سے کچھ نہ مانگنا حضور صلعم بچپن میں بکریاں چرانے کے بعد ایک مالدار عورت کے گماشتے ہو جاتے ہیں اور مرد ہو کر عورت کی ملازمت اختیار فرماتے ہیں دوسرے ممالک میں جا کر تجارت کرتے ہیں اور اس طرح بکریاں چرانا، ملازم ہونا اور تجارت کرنا تینوں پیشے اختیار کر کے دنیا پر ظاہر فرما دیا کہ محض انسان کے لئے خدا کی نافرمانی کے سوا

کسی کام میں عیب نہیں۔ کاش نوجوان حضور صلعم کے اس نمونہ کو مشعل راہ بنائیں تاکہ اس طرح ان کی سستیاں دور ہوں۔ وقار عمل کا احساس پیدا ہو اور نتیجۃً ان کے قوائے جسمانی کے قوائے جسمانی مضبوط ہوں اور صحت و تندرستی برقرار رہے۔

جسمانی کمزوری کے نتیجہ میں انسان خوف و ہراس کا بھی شکار ہو جاتا ہے۔ بعض آدمی جرأت اور دلیری کا کام محض اس وجہ سے نہیں کر سکتے کہ وہ اپنے جسم کو اس قابل نہیں دیکھتے۔

مختصر یہ کہ خاص طور پر نوجوانوں پر لازم ہے کہ

۱۔ حتی الامکان سحر کے . . . . وقت بیدار ہونے کی عادت پیدا کریں اور تہجد پڑھا کریں تاکہ مقام محمود پر فائز ہو سکیں کسی نے کیا خوب کہا ہے در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری۔

۲۔ نماز فجر کے بعد تلاوت کلام پاک کیا کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان قرآن الفجر کان مشھودا۔

۳۔ بعد فراغت بالالتزام قریب جوار میں رہنے والے نوجوان اکٹھے ہو کر ورزش کیا کریں اور اگر یہ ممکن نہ ہو کہ نوجوان اکٹھے ہو سکیں تو تنہا ہی باقاعدہ ورزش کریں یا کم از کم ایک گھنٹہ تک کھلی ہوا میں سیر کریں تاکہ تازہ ہوا پھیپھڑوں میں پہنچ کر خون صاف کرتی رہے اور ہاتھ خوب ہلا کر چلیں تاکہ ہاتھوں اور پیروں کی ورزش ہو جائے۔

۴۔ واپس ہو کر اپنے گھروں میں اگر زمین کا کوئی ٹکڑا بھی خالی ہو تو اس پر ترکاریاں اگائیں روزانہ پانی دیں اور ان کی دیکھ بھال کریں اس طرح وزیر اعظم شری لال بہادر شاستری کے اس حکم کی تعمیل ہو گی جو ممدوح نے موجودہ ہنگامی حالات کے پیش نظر اپنی ایک تقریر میں ہدایت کی ہے اس طرح وہ اپنے محدود دائرہ میں رہ کر ایک رنگ میں ملک کی خدمت کر رہے ہونگے۔ رہے وہ حضرات کہ رات دیر گئے تک دوست احباب میں خوش گپیاں ہوتی رہیں اور اس نیند کی کمی کو پورا کرنے کے لئے فجر کی نماز کے بعد پھر لیٹ کر سو رہیں۔

۵۔ روزانہ غسل کریں جس سے جسم کے مسام کھل جائیں گے۔ تمام دن جسم میں پھرتی اور چستی رہے گی اور سستی اور غفلت نزدیک نہ آئے گی۔

۶۔ صفائی کا خیال رکھیں پانچوں وقت کی نمازوں میں وضو کریں اگر وضو قائم بھی ہو تب بھی تازہ وضو کر لیں اس سے ایک تو ثواب زیادہ ہو گا دوسرے آنکھ، کان، ناک اور دانت پاک و صاف ہو جائیں گے جس سے صحت بھی برقرار رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے۔ ان اللہ یحب المتطھرین

۷۔ طلباء مدرسوں سے واپسی پر شام تک خوب کھیلیں اور نماز مغرب کے معاً بعد تعلیم کی جانب متوجہ ہوں اور دوسرے لوگ اپنے کاروبار سے واپسی پر کوئی نہ کوئی ورزش کر لیا کریں۔ اور نمائشی ... (باقی صفحہ ۱۱ پر)

چندہ تحریک جدید ۱۲/۶۵ تک سو فیصدی ادائیگی کرنے والے

السابقون الاولون کی فہرست

جزاھم اللہ احسن الجزاء

تحریک جدید کے موجودہ مالی سال ۳۲/۲۲ کے لئے جماعتہائے احمدیہ بھارت کے جن مخلص احباب نے ۱۲/۶۵/۳۱ تک اپنے وعدے سو فیصدی ادا فرما دیئے ہیں ان کی فہرست دعا کی غرض سے شائع کی جا رہی ہے ان مخلصین نے اپنی ضرورتوں پر دین کی ضروریات کو مقدم کرتے ہوئے اشاعتِ اسلام کے لئے جو قربانی کی ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُسے قبولیت کا شرف بخشے۔ اور انہیں بہترین اجر عطا فرمائے۔

احباب کرام سے درخواست ہے کہ رمضان کے مبارک ایام میں ان مخلصین کے لئے خاص طور پر خاص طور پہ دعا فرمائی جائے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

دفتر اول سال نمبر ۳۲ سو فیصدی ادائیگی کرنیوالے مخلصین کی فہرست

مکرم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
مع بچگان و ایک نادار احمدی قادیان ۳۲۷/-
مکرم حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب " ۵۷/-
مکرمہ حضرت سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ
مع ایک نادار احمدی قادیان ۷۵/-
مکرم مولوی امیر احمد صاحب " ۲۰/-
" ممتاز احمد صاحب ہاشمی " ۷۰/-
" فضل الٰہی خان صاحب مع
اہلیہ صاحبہ قادیان ۱۰/۰۵
" حضرت بھائی الٰہ دین صاحب " ۲۶/۳۰
" حضرت بھائی شیر محمد صاحب " ۱۱/۷۵
" بہادر خان صاحب " ۱۰/۰۵
" قریشی فضل حق صاحب " ۵/۶۲
" فخر الدین صاحب مالاباری " ۶/-
" چوہدری محمد طفیل صاحب " ۲/۴۰
" مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی
مع بچگان ۴۲/۵۰
" محمد ابراہیم صاحب غالب " ۵/۲۷
" مرزا محمد اسحاق صاحب ۱۰/۴۵
مکرمہ فاطمہ بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا
محمد اسحاق صاحب " ۱۰/۴۵
مکرم حاجی فضل محمد صاحب کپورتھلوی " ۶/۷۵
" افتخار احمد صاحب اشرف ۱۰/۰۷
" گیانی بشیر احمد صاحب ناصر " ۱۰/-
" حضرت ڈاکٹر عطر دین صاحب " ۷/۵۰
مکرمہ استانی رضیہ خانم صاحبہ " ۱۰/۲۵
مکرم والد صاحب " " ۵/۲۵
" مرزا منور احمد صاحب " ۱۰/۱۰
" حاجی چوہدری بشیر احمد صاحب بجوالہ ۱۰/-
مکرمہ فاطمہ بیگم صاحبہ سکندر آباد ۱۳/-
مکرم سیٹھ محمد یوسف صاحب بانی مع
خاندان کلکتہ ۲۰۰/-
مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ ۴۲۵/-
مکرمہ زبیدہ بیگم صاحبہ کلکتہ ۴۰۲۰/-
مکرم نعیم احمد صاحب بانی کلکتہ ۱۰۴۹/-

مکرم شریف احمد صاحب بانی کلکتہ ۱۰۴۸/-
" منیر احمد صاحب بانی ۱۰۴۸/-
مکرمہ خیر النساء صاحبہ ڈیرہ گڑھ ۵۴/-
مکرم محمد مظفر علی صاحب مع خاندان تیکا مل ۴۰/-
خاندان مکرم سیٹھ عبدالحی صاحب یادگیر ۲۱۷/-
مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل مرحوم " ۴۵/-
" مولوی محمد اسمٰعیل صاحب غوری " ۳۰/-
مکرمہ امۃ الحکیم بیگم صاحبہ " ۷۵/-
" رسول بی بی صاحبہ " ۷۳/-
" خواجہ بیگم صاحبہ " ۶۵/-
مکرم پیر محمد صاحب لاڑجی " ۷/۵۰
مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ " ۳۲/-
" والدہ صاحبہ محمد امام صاحب غوری " ۶/-
مکرم حضرت شیخ سیٹھ حسن صاحب ؓ ۶۵/-

دفتر دوم سال نمبر ۲۲ کی سو فیصدی ادائیگی کرنیوالے مخلصین کی فہرست

مکرمہ صادقہ خاتون صاحبہ قادیان
مع لواحقین ۷۷/-
مکرمہ اہلیہ صاحبہ بابا جلال الدین صاحب ۴/۰۵
" اہلیہ صاحبہ فخر الدین صاحب مالاباری " ۵/-
" بشیر احمد صاحب گھٹیالیاں مع اہلیہ و
بچگان قادیان ۱۵/-
" بابا نور احمد صاحب " ۱۰/-
" ملک خیر الدین صاحب " ۱۰/۱۲
مکرمہ نعیمہ شمیم صاحبہ " ۱۰/-
" یونس احمد صاحب اسلم " ۱۲/-
" محمد اسمٰعیل صاحب " ۵/۱۰
" نذیر احمد صاحب ٹیلر " ۱۵/-
مکرمہ اہلیہ صاحبہ مرزا منظور احمد صاحب قادیان ۵/۵۲
مکرم فضل الرحمٰن صاحب قادیان ۱۰/-
مکرمہ اہلیہ صاحبہ فضل الرحمٰن صاحب
و بچگان قادیان ۹/۶۹
مکرم محمد یوسف صاحب [illegible] " ۱۰/۱۲

مکرمہ اہلیہ صاحبہ محمد یوسف صاحب قادیان ۵/۱۲
مکرمہ والدہ صاحبہ بشیر احمد صاحب بہار ۸/۱۸
مکرم شریف احمد صاحب ڈوگر قادیان ۸/۴۵
" ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب ناصر
مع اہلیہ و بچگان قادیان ۱۳۵/-
" محمد نور شمس عالم صاحب کلکتہ ۲۰/-
" ظفر احمد صاحب بانی کلکتہ ۱۵/-
مکرمہ ناصرہ یاسمین صاحبہ " ۳۰۵/-
" شکیلہ اختر صاحبہ " ۳۰۵/-
مکرم محمد الیاس صاحب یادگیر ۳۰/-
" محمد ادریس صاحب " ۲۰/-
مکرمہ بشریٰ شاہین صاحبہ " ۱۰/-
مکرم نعمت اللہ صاحب غوری " ۷۵/-
" محمد رحمت اللہ صاحب غوری " ۲۵/-
" محمد اسد اللہ صاحب غوری " ۶/۲۵
بچگان مکرم محمد اسمٰعیل صاحب وکیل مرحوم ۶/-
مکرمہ عائشہ صدیقہ صاحبہ " ۱۲/-
مکرم رفعت اللہ صاحب غوری " ۱۷/-
" محمد زکریا صاحب " ۱۱/-
" حبیب اللہ صاحب غوری " ۶/-
" محمد عثمان صاحب یونس " ۳۲/-
" بشیر الدین احمد صاحب " ۱۱/-
" عبدالشکور صاحب شولاپوری " ۸/-
" بشیر احمد صاحب گلبرگہ " ۶/-
" مولوی نذیر احمد صاحب " ۲۰/-
" خلیل احمد صاحب " ۶/۵۰
" ناصر احمد صاحب " ۱۳/-
" حبیب اللہ صاحب غوری ظفر " ۵/۷۵
" محمد سلیمان صاحب " ۱۲/-
" نصرت اللہ صاحب غوری " ۱۰/-
" محمد عثمان صاحب پرنس مالاباری " ۵/-
" سیٹھ محمد عبداللطیف صاحب مرحوم " ۲۶/-
مکرمہ سلیمہ طیبہ صاحبہ " ۸/۵۰
" سلیمہ نجمہ صاحبہ " ۱۳/-
" فاطمہ طیبہ صاحبہ " ۵/۵۰
" آمنہ صدیقہ صاحبہ " ۷/-
" انیسہ بیگم صاحبہ " ۱۲/-

مکرم چوہدری فیض احمد صاحب قادیان ۲۲/-
مکرمہ نسیمہ بیگم صاحبہ " ۱۶/-
مکرم چوہدری سکندر خان صاحب " ۱۲/۳۰
" چوہدری حسن الدین صاحب " ۵/۲۵
مکرمہ اہلیہ صاحبہ مولوی محمد ابوالوفا
صاحب مبلغ قادیان ۸/۱۵
مکرم حکیم محمد دین صاحب مبلغ شیموگہ ۱۱/۱۰
مکرمہ اہلیہ صاحبہ ممتاز احمد صاحب
ہاشمی قادیان ۵/۵۶
" اہلیہ صاحبہ گیانی بشیر احمد صاحب ناصر
قادیان ۱۰/-
مکرم مولوی غلام احمد صاحب
مبلغ قادیان ۵/۲۵
مکرمہ جان بیگم صاحبہ قادیان ۵/۲۵
مکرم قریشی محمد شفیع صاحب عابد " ۱۴/۵۰
" مستری علی محمد صاحب " ۱۲/-
مکرمہ اہلیہ صاحبہ محمد ابراہیم صاحب غالب " ۵/۲۵
مکرم ذوالفقار احمد صاحب قادیان ۱۶/۱۰
مکرمہ اہلیہ صاحبہ " " ۱۶/۱۰
مکرم شمس الدین صاحب دہلوی " ۱۰/۲۵
" عبدالرؤف صاحب یادگیر ۵/۷۵
از طرف مکرم عطاء الرحمٰن صاحب مرحوم یادگیر ۵/-
" مولوی عبدالکریم صاحب یادگیر ۶/-
" عبدالمجیب صاحب گلبرگہ " ۹/-
مکرمہ رضیہ سلطانہ صاحبہ مظہر " ۱۶/-
مکرم عبدالرزاق صاحب " ۵/۵۰
مکرمہ راشدہ بیگم صاحبہ یاسمین " ۷/۵۰
مکرمہ شاہدہ بیگم صاحبہ " ۴/۵۰
" مبارکہ بیگم صاحبہ " ۶/۵۰
مکرم مولوی نور الدین صاحب " ۸/-
" منصور احمد صاحب فضل " ۵/۷۵
مکرمہ امۃ المتین صاحبہ " ۵/۷۵
مکرم عبدالصمد صاحب " ۱۴/-
" امیر الدین صاحب چنے کھار " ۵/۷۵
مکرمہ ناصرہ بی صاحبہ " ۴۶/-
مکرم محمد خواجہ غوری صاحب " ۱۵/۰۵
" غلام محی الدین صاحب " ۵/۲۵
" شیخ محبوب صاحب " ۵/۲۵
" عبدالقادر صاحب گڈھے
شرف پاشا " ۴/-
مکرمہ بیگم صاحبہ حاجی عبدالقدوس صاحب
شاہجہان پور ۱۲/۵۰
" حفیظہ خاتون صاحبہ " ۶/۷۵
" بیگم صاحبہ محمد عقیل صاحب " ۱۲/-
" بیگم صاحبہ محمد صادق صاحب " ۱۰/۲۰
" بیگم صاحبہ محمد فاروق صاحب " ۵/-
" بیگم صاحبہ ڈاکٹر محمد عابد صاحب
شاہجہانپور ۱۱/-
" مہربان صاحبہ ۴/۳۷
مکرم مستری غلام رسول صاحب جیجہ ۲۴/-
" اے بی ایم عثمان صاحب ٹیلیچری ۱۰/۳۶

(باقی)

مدرسہ احمدیہ قادیان میں علمی مذاکرہ

نوٹ :۔ بعض ناگزیر حالات کے پیش آجانے کے سبب یہ رپورٹ جلد شائع نہ کی جاسکی اس کے افادی پہلو کے پیشِ نظر باوجود تاخیر کے اسے سپردِ اشاعت کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

مدرسہ احمدیہ کے لڑکوں میں تقریری ملکہ پیدا کرنے کے لئے ہر جمعرات کو ایک اجلاس منعقد کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی مقصد کے تحت مورخہ ۴ نومبر کو ہفتہ واری اجلاس ہونے والا تھا کہ محترم مولوی سمیع اللہ صاحب کی موجودگی سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہم نے مکرم ہیڈ ماسٹر صاحب سے درخواست کی کہ مولوی صاحب موصوف کو ہمارے ہفتہ واری اجلاس میں کچھ نصائح اور اپنے معلومات سے مستفید کرنے کی دعوت دی جائے۔ چنانچہ مکرم ہیڈ ماسٹر صاحب نے مولوی صاحب موصوف کی خدمت میں طلباء کی اس خواہش کا اظہار کیا۔ جس کو مولوی صاحب موصوف نے قبول کر لیا۔ حسب پروگرام ۴ نومبر کو مدرسہ احمدیہ و تعلیم الاسلام اسکول کے طلباء کا مشترکہ اجلاس مسجد مبارک میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم عبدالکریم صاحب ملکانہ نے کی۔ اور نظم نعیم احمد خادم نے پڑھی۔ بعدہٗ مولانا صاحب نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ

شیخِ مکتب ہے اِک عمارت گر
جس کی صنعت ہے روحِ انسانی

اس شعر میں طلباء کے لئے ان کی زندگی کا مقصد بیان کیا گیا ہے۔ ہم لوگ ایک لفظ "طلبۂ امید" سنتے ہیں اگر جماعت احمدیہ اس لفظ کا مصداق آپ پر کرے تو بے جا نہ ہوگا پس آپ لوگوں کو چاہیئے کہ لوگوں کی امید اور اُن لوگوں کے خیالات کے مطابق پورے اُتریں اس بات کے لئے سب سے پہلے اپنے خیالات بلند رکھنے چاہئیں صرف مولوی فاضل یا شاہد کی ڈگری حاصل کرلینا ہمارا مقصد نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ہم اپنے اندر وہ صلاحیتیں پیدا کریں کہ خدمتِ دین احسن رنگ میں کر سکیں۔ اس جوش و جذبہ کے ساتھ اگر ہم اپنے آپ کو تیار کریں تو ہم بہترین خادم دین بن سکتے ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ ایک طالب علم کو اپنی زندگی سنوارنے اور عالم بننے کے لئے چند صلاحیتوں کا پیدا کرنا ضروری ہے۔

(۱) قوتِ فکر (۲) قوتِ مشاہدہ (۳) قوتِ مطالعہ (۴) قوتِ گویائی (۵) قوتِ تحریر۔

پھر ان پانچوں صلاحیتوں کی تشریح کرتے ہوئے فاضل مقرر نے فرمایا کہ "قوتِ فکر" اس قوت کو کہتے ہیں کہ انسان چند بکھری ہوئی چیزوں کو ملا کر ایک نتیجہ نکالے مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی بے شمار آیات پر غور کر کے اور ان آیات کو ملا کر یہ نتیجہ نکالا کہ حضرت مسیح ناصری وفات پاگئے ہیں۔ پس اسی طرح ہمیں بھی قرآن کریم کی آیات و احادیث وغیرہ پر غور و فکر کرنا چاہیئے۔

دوسری صلاحیت قوتِ مشاہدہ کے بارہ میں فرمایا کہ قرآن کریم نے اس کی بار بار تاکید فرمائی ہے کہ تم چاند اور سورج اور ستاروں وغیرہ کو دیکھو اور سمجھنے کی کوشش کرو کہ یہ چیزیں کیوں بنائی گئی ہیں۔ اور یہ قوتِ مشاہدہ ہی ہے کہ جس سے شعر گوئی کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ جو چیزیں ہماری آنکھوں کے سامنے نظر آتی ہیں اس کو دیکھ کر شاعر لطف اندوز ہوتا ہے اور اُس کو ایک نئے رنگ میں پیش کرتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ؎

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بیکل ہوگیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا

چاند کو تو ہم روزانہ ہی دیکھتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کا جلوہ چاند میں صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہی نظر آیا۔ پس یہ دونوں قوتیں بنیادی طور پر طلباء کو اپنے اندر پیدا کرنا چاہیئے۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے فاضل مقرر نے قوتِ مطالعہ کے بارے میں فرمایا کہ مطالعہ کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ صرف نصاب کے کورس کو پڑھنے کی حد تک مطالعہ کا مفہوم نہیں سمجھ لینا چاہیئے۔ بلکہ نصاب کے علاوہ دیگر کتب کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ دنیا کے علماء فلاسفر وغیرہ نے جو اپنے خیالات ظاہر کئے ہیں ان کا مطالعہ کرنا ہمارے لئے نہایت ضروری ہے۔

پھر قوتِ گویائی بھی ایک طالب علم کے لئے ایک خادم دین کے لئے نہایت ضروری ہے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ دونوں قوتیں نہ ہوں تو وہ انسان بالکل گمنام سا ہو جاتا ہے۔ بے شک اس کے پاس علم کا ذخیرہ ہے بے شمار معلومات رکھنے والا ہے لیکن وہ اپنے مافی الضمیر کو ادا نہیں کر سکتا تو پھر اس کا علم بے سود ہو جاتا ہے وہ دوسروں کو اس سے مستفید نہیں ہو سکتے۔ پس قوتِ گویائی ایک زبردست ملکہ ہے۔ قوتِ گویائی سے مراد بولنے کا ایسا ڈھب ہے کہ لوگ اُس سے متاثر ہو جائیں جو بات وہ کہے دلوں میں اُترتی چلی جائے ورنہ گونگوں کے اشاروں کو بھی لوگ سمجھ جاتے ہیں

اسی طرح قوتِ تحریر بھی ہونی چاہیئے کہ پڑھنے والا اگر کتاب کو شروع کرے تو ایک ہی نشست میں ختم کرکے بیزاری محسوس نہ کرے اور دوسروں کو متاثر کرنے والی تحریر ہو دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں میں کتنی فصیح و بلیغ اردو ہے پڑھتے وقت انسان حیران ہو جاتا ہے کہ اُس زمانے میں جبکہ اردو اپنی ابتدائی حالت میں تھی۔ حضور علیہ السلام نے ایسی پرکشش تصانیف فرمائیں۔

آخر میں مولوی صاحب نے فرمایا کہ یہ پانچ چیزیں قابلِ غور ہیں۔ اور ان پانچوں ہتھیاروں سے مسلح ہو کر آپ نکلیں تو جس اسٹیج پر جائیں جس میدان میں اُتریں کامیاب و کامران ہوں گے۔ پس میں آپ لوگوں کو یہی پیغام دینا چاہتا ہوں۔ کہ قادیان میں بیٹھ کر اس تعلیمی زمانے میں یہ پانچ چیزیں ضرور پیدا کرنے کی کوشش کریں انشاء اللہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے خدا کرے ایسا ہی ہو

بعدہٗ مدرسہ کی طرف سے مکرم مولوی انصار احمد صاحب نے مولوی صاحب موصوف کا شکریہ ادا کیا کہ مولوی صاحب نے اپنا قیمتی وقت دیتے ہوئے اپنے زریں نصائح سے ہمیں نوازا۔ بعدہٗ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

رفیق احمد مالاباری
سیکرٹری تقاریر مدرسہ احمدیہ
قادیان ۹ 11/65

انسان کی روحانی اور جسمانی صحت کے لئے چند مفید مشورے

(بقیہ صفحہ ۸)

سے بعد احباب میں خوش گپی کرنے کی بجائے اپنی طبیعت دینی و دنیوی میں اضافہ کے لئے مطالعہ میں لگ جائیں۔ اس لئے کہ علم ایک بحرِ ذخار ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا اور ہر انسان مہد سے لحد تک حاصل کر سکتا ہے۔

۸۔ کھانے کے اوقات مقرر کریں اور وقت پر کھانا کھائیں۔ کھاتے وقت کسی قسم کی فکر اور رنج وغیرہ کو نزدیک نہ آنے دیں یہ بھی صحت کی برقراری کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

۹۔ وقت پر عشاء کی نماز ادا کر کے جلد سونے کی عادت ڈالیں۔ تاکہ سحر کے وقت بیدار ہو سکیں۔ انگریزی کا مقولہ ہے کہ جلد سونا اور صبح سویرے اٹھنا آدمی کو صحت مند، دولت مند اور عقلمند بنانے کا ضامن ہے۔

۱۰۔ ہر ایک سے خوش خلقی سے پیش آئیں اور احکام ربانی کونوا مع الصادقین کو پیشِ نظر رکھ کر ہمیشہ نیکوں کی صحبت میں رہیں۔ لغو باتوں اور بدوں کی صحبت سے پرہیز کریں تاکہ شیطان کسی رُخ سے بھی ان پر حملہ نہ کر سکے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کریں اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کریں۔ تقویٰ اللہ اختیار کریں اور اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ذکر الٰہی میں مشغول ہوں اعمالِ صالحہ بجالائیں تسبیح و تحمید کو اوڑھنا بچھونا بنالیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سکھائی ہوئی دعائیں یا ذکر جو موقع و محل کے لحاظ سے ان کا ورد کرتے رہیں۔ اس لئے کہ یہ بھی دل بایار دست باکار کے مصداق ذکر الٰہی میں داخل ہے۔ اس سے اپنے مقاصد میں کامیاب و کامران ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے اذکروا اللہ کثیراً لعلکم تفلحون یعنی بکثرت ذکر الٰہی کیا کرو تا کہ تم اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکو۔ پس کون ہے جو اپنے مقاصد میں کامیابی کے حسین اور سنہری اصولوں کو اپنانا اور ان پر عمل کرنے میں کوتاہی کرنا پسند کرے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان زریں اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

درخواستہائے دعا

۱۔ سید نظام الدین ابن مکرم سید جلال الدین صاحب سائنس کالج میں زیر تعلیم ہیں۔ آئندہ میڈیکل کالج میں داخلہ لینا چاہتے ہیں جملہ احباب جماعت ان کے امتحان میں اعلیٰ نمبروں پر کامیابی اور اپنے مقاصد میں فائز المرام ہونے کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں

۲۔ خاکسار عرصہ چالیس سال سے متعدد عوارض میں مبتلا ہے جملہ عوارض سے شفایابی اور خاتمہ بالخیر ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔
خاکسار مشتاق احمد سونگھڑ دی ساکن گوپال پورہ ضلع کٹک اڑیسہ

"صدقۃ الفطر"

صدقۃ الفطر بظاہر ایک چھوٹا اور معمولی سا حکم معلوم ہوتا ہے۔ مگر بعض احکام جو دیکھنے میں معمولی نظر آتے ہیں حقیقت میں وہ بڑے اہم اور ضروری ہوتے ہیں ان کا ادا کرنا خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور نہ ادا کرنا خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس قسم کے اسلامی حکموں میں سے جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں ایک حکم صدقۃ الفطر کا بھی ہے جو کہ تمام مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں پر خواہ وہ کسی حیثیت کے ہوں فرض ہے۔ بلکہ معتبر روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غلام اور نوزائیدہ بچہ پر بھی صدقۃ الفطر فرض ہے۔

جو شخص اس فرض کو ادا نہ کر سکتا ہو اس کی طرف سے اس کے سرپرست یا مربّی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ادا کرے اس کی مقدار اسلام نے ہر ذی استطاعت شخص کے لئے ایک صاع عربی پیمانہ مقرر کی ہے جو کہ پونے تین سیر کے قریب ہوتا ہے۔

سالم صاع کا ادا کرنا افضل اور اولیٰ ہے

البتہ جو شخص سالم صاع ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ نصف بھی ادا کر سکتا ہے۔ چونکہ آج کل صدقۃ الفطر نقدی کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے۔ اس لئے جماعتیں غلہ کے مقامی نرخ کے مطابق فطرانہ کی شرح مقرر کر سکتی ہیں۔

صدقۃ الفطر کی ادائیگی عید سے قبل ہو جانی چاہیئے۔ تاکہ بیواؤں اور یتیموں کی اس رقم سے طعام اور لباس کے لئے بروقت امداد کی جا سکے۔

یہ رقم مقامی غرباء اور مساکین پر بھی خرچ کی جا سکتی ہے۔ لیکن جن جماعتوں میں صدقۃ الفطر کے مستحق لوگ نہ ہوں تو ایسی تمام رقوم مرکز میں بھجوا دینی چاہئیں۔

یاد رہے کہ صدقۃ الفطر سے دیگر مقامی ضروریات پر خرچ کرنا ہرگز جائز نہیں قادیان کے ارد گرد غلہ کی اوسط قیمت کے مطابق ایک صاع کی قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے بنتی ہے اس لئے یہاں کیلئے فطرانہ کی پوری شرح ڈیڑھ روپیہ مقرر کی گئی ہے ہندوستان کے دوسرے علاقوں میں جہاں پنجاب کی نسبت مہنگائی ہے احباب جماعت اپنے اپنے علاقہ کے حالات کے مطابق غلہ کی قیمت کی نسبت سے صدقۃ الفطر کی شرح مقرر کر لیں۔

عید فنڈ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے ہر کمانے والے فرد کیلئے ایک روپیہ فی کس کی شرح سے عید فنڈ مقرر ہے۔ اس لئے احباب استطاعت بھی زیادہ سے زیادہ چندہ ادا کرکے عند اللہ ماجور ہوں اس مد میں وصول ہونے والی ہر رقم مرکز میں آنی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے جملہ احباب جماعت کو ان ضروری فریضوں کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا ارحم الراحمین

ناظر بیت المال قادیان

دوران سال کے جلسوں و تبلیغی ہفتوں کا پروگرام

سال رواں ۱۹۶۶ء میں جلسوں اور ہفتہ ہائے تبلیغ منانے کے سلسلے مرکز کی طرف سے مندرجہ ذیل پروگرام مرتب کیا گیا ہے جملہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اس پروگرام کے مطابق اپنی اپنی جماعتوں میں جلسے منعقد کریں اور ہفتہ ہائے تبلیغ منانے کا اہتمام فرمائیں۔ اور جلسوں و تبلیغ کی کارگزاری کی رپورٹیں نظارت دعوت و تبلیغ میں بھجواتے رہیں۔

بعض شہروں میں جماعتیں کاروبار اور ملازمین کی سہولت کے پیش نظر اتوار کو جلسے منعقد کرنا زیادہ مناسب خیال کرتی ہیں۔ لہٰذا ایسی جماعتوں کو جلسوں کی معینہ تاریخوں کے قریب کے اتوار میں جلسے منعقد کرنے کی اجازت دی جاتی ہے

۱۔ جلسہ یوم مصلح موعود — ۲۰ فروری ۱۹۶۶ء
۲۔ جلسہ یوم مسیح موعودؑ — ۲۳ مارچ ،،
۳۔ جلسہ پیشوایان مذاہب — ۳ اپریل ،،
۴۔ جلسہ یوم خلافت — ۲۷ مئی ،،
۵۔ جلسہ سیرت النبی صلعم — ۲۰ جولائی ،،
۶۔ ہفتہ ہائے تبلیغ سال میں دو بار۔ مئی کے پہلے ہفتہ میں اور اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

حیدر آباد کے گوردوارہ میں منعقدہ تعزیتی جلسہ میں احمدی مبلغین کی تقریریں

حیدر آباد و سکندر آباد میں مقیم سکھ پنجابی برادری نے وزیر اعظم شری لال بہادر شاستری کی اچانک وفات پر گہرے رنج و ملال کا اظہار کرنے کے لئے گوردوارہ گورو سنگھ سبھا حیدر آباد میں مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۶۶ء بوقت ۱۱ بجے صبح وسیع پیمانہ پر تعزیتی جلسہ منعقد کیا اس جلسہ میں شرکت اور تقریر کرنے کے لئے خاکسار کو اور مکرم سراج الحق صاحب کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔

چنانچہ ہم دونوں مع دیگر افراد جماعت کے گوردوارہ میں ٹھیک وقت پر پہنچے۔ ہم دونوں کو سٹیج پر جگہ دی گئی۔ اس تعزیتی جلسہ کی صدارت شری مان واسو دیو نائک ڈپٹی سپیکر آندھرا پردیش اسمبلی نے فرمائی۔

اس جلسہ کی پہلی تقریر شری نریندر جی صدر آریہ سماج حیدر آباد نے کی۔ دوسری تقریر خاکسار کی تھی۔ خاکسار نے لال بہادر شاستری کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اپنے اٹھارہ ماہی دور وزارت عظمیٰ میں نہ صرف ہندوستان بلکہ ساری دنیا میں قیام امن کے لئے نمایاں خدمات سر انجام دیں۔ اور خاص طور پر پڑوسی ممالک پاکستان اور چین سے خوشگوار تعلقات کی بحالی کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ آپ نے مادر وطن کے ناموس و وقار کی حفاظت کرتے ہوئے اپنے وطن عزیز سے بہت دور جان کی قربانی دی۔ وہ کسانوں اور جوانوں کی دل سے عزت کیا کرتے تھے۔ ان کا جے جوان جے کسان کا نعرہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے۔

خاکسار نے اپنی تقریر میں حکومت وقت کے ساتھ جماعت احمدیہ کے تعاون اور اطاعت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ جماعت احمدیہ شری شاستری کی وفات پر ملک کو جو عظیم صدمہ لاحق ہوا ہے اس میں برابر کی شریک ہے۔ اور اب ہمارا فرض ہے کہ جس فرض کی ادائیگی کے لئے آخری دم تک کوشاں رہے اس کی تکمیل کے لئے ہم سب متحد و متفق ہو کر کام کریں۔

مکرم مولوی سراج الحق صاحب نے بھی پنجابی زبان میں تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے شری لال بہادر شاستری جی کی عظیم شخصیت کے کارہائے نمایاں پر روشنی ڈالی۔ آپ نے بتایا کہ آپ نے وزارت کی قیادت اُس وقت سنبھالی جب کہ ملک کو مشکل حالات سے دوچار ہونا پڑا۔ اور یہ قیادت کی آزمائش کا دور تھا۔ ملک کی تاریخ کے اس نازک مرحلہ میں مسٹر شاستری نے دور بینی تدبر اور فراست اور عزم و استقلال کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا۔

بحمد للہ ہم دونوں کی تقاریر بہت پسند کی گئیں۔

جلسہ عام میں ایک پنجابی ودوان ماسٹر رام سنگھ نے بھی تقریر کی۔ شری ڈپٹی سپیکر نے بھی اپنے زریں خیالات کا اظہار فرمایا۔ جلسہ کی تفصیلی رپورٹ نمایاں طور پر شائع کی گئی۔

خاکسار محمد عمر مالاباری فاضل
مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدر آباد

درخواست دعا۔ میری بھانجی قرۃ العین بی۔ اے کا امتحان دینے والی ہے اس کی نمایاں کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے (۲) نیز میری والدہ صاحبہ کی صحت کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار ملک عبد الکریم آسنوری

خبریں!

نئی دہلی ۱۷ر جنوری۔ شری مرارجی ڈیسائی نے آج صاف کر دیا کہ وہ کسی بھی حالت میں کانگرس پارلیمنٹری پارٹی کی لیڈرشپ کے مقابلہ سے دستبردار نہ ہوں گے۔ وہ آج شام اپنی جائے رہائش پر اخباری نمائندوں غیر ملکی نیوز ریل کیمرہ مینوں کے ساتھ بات چیت کر رہے تھے۔ شری ڈیسائی کے اس بیان سے راجدھانی میں پھیلی ہوئی یہ افواہیں ختم ہو گئیں کہ اگر شریمتی اندرا گاندھی مقابلہ سے دستبردار ہو جائیں۔ اور موجودہ حالت جاری رکھی جائے تو وہ بھی دستبردار ہونے کے لئے تیار ہیں۔ شری ڈیسائی نے کہا کہ ان افواہوں پر یقین نہ کریں۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ چناؤ میں ان کے امکانات کے بارہ میں ان کا جائزہ کیا ہے تو شری ڈیسائی نے کہا کہ میرا جائزہ ہے کہ میں جیتوں گا۔ جتنا کسی پر بوجھ ڈالا جاتا ہے اُتنا ہی وہ اپنے آپ کو پُر امید محسوس کرتا ہے۔ انہوں نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ میری نسبت ووٹروں پر زیادہ دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ پارلیمنٹ میں کانگرس پارٹی کے ممبر اپنی رائے دیتے وقت اپنی ضمیر کی آواز کو دیکھیں۔ انہوں نے کہا کہ میں حزب وزراء کو ایک خط بھیج رہا ہوں جس میں ان سے براہ راست اپیل کی جائے گی۔

راولپنڈی ۱۷ر جنوری۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کی اطلاع کے مطابق ہندوستان اور پاکستان کے درمیان تاشقند میں جو سمجھوتہ ہوا ہے۔ اس کے خلاف مغربی پاکستان کے ۸ شہروں میں جلوس نکالے گئے ہیں۔ کل لاہور میں ۵ سیاسی یا طلباء کے لیڈر گرفتار کر لئے گئے۔ انہوں نے تاشقند معاہدہ کی مذمت کرنے کے لئے ایک میٹنگ منعقد کرنے کی کوشش کی تھی۔ دریں اثناء پاکستان کے چار اپوزیشن لیڈروں نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے۔ کہ چونکہ شری لال بہادر شاستری کی مرتیو ہو گئی ہے اس لئے تاشقند معاہدہ بے معنی ہو کر رہ گیا ہے۔ انہوں نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ ہمیں اس امر میں بھی شک ہے کہ ہندوستان اس معاہدہ پر کاربند رہے گا۔ یہ بیان چودھری محمد علی سابق وزیر اعظم پاکستان، مولانا مودودی، محمد حسین چٹھہ اور نواب زادہ نصر اللہ خان نے جاری کیا ہے۔ اس بیان میں معاہدہ پر اس بنا پر نکتہ چینی کی گئی ہے کہ پاکستان نے جنگ نہ کرنے کا اعلان کیا ہے۔

صدر ایوب نے یہ معاہدہ کرتے ہوئے اس حقیقت کو فراموش کر دیا ہے کہ ہندوستان کشمیر پر غیر قانونی قبضہ جاری رکھے ہوئے ہے اور پُر امن کوششوں سے یہ مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہو سکا۔ شری شاستری کی مرتیو کے بعد یہ معاہدہ بے معنی ہو گیا ہے۔

نئی دہلی ۱۷ر جنوری۔ شری کامراج صدر کانگرس نے یہاں اخباری نمائندوں کو یہ بتایا کہ وہ کانگرس پارلیمنٹری پارٹی کے لیڈر کے متفقہ طور پر چُنے جانے کے لئے ابھی تک کوشش کر رہے ہیں۔ اور وہ اس معاملہ میں پُر امید ہیں۔ نامہ نگاروں نے سوال کیا کہ کیا آپ اس سلسلہ میں شری مرارجی ڈیسائی سے ملیں گے۔ صدر کانگرس نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ میں موزوں وقت پر انہیں ملوں۔ سوال کیا گیا کہ جب شری ڈیسائی نے مقابلہ سے دستبردار نہ ہونے کا اعلان کیا ہے تو کیا متفقہ چناؤ ایک معجزہ نہیں ہوگا۔ شری کامراج نے کہا کہ بعض اوقات معجزے بھی ہو جاتے ہیں۔

نئی دہلی ۱۷ر جنوری۔ شریمتی اندرا گاندھی نے آج اخبارات کے نمائندوں سے رسمی بات چیت کے دوران میں کہا کہ وہ کانگرس پارلیمنٹری پارٹی کے لیڈرشپ کے لئے مقابلہ کرنے سے نہیں گھبراتیں۔ آج شریمتی اندرا گاندھی کی رہائش گاہ پر ملاقاتیوں کا تانتا بندھا رہا۔

نئی دہلی ۱۷ر جنوری۔ شری مرارجی ڈیسائی نے پردھان منتری کے انتخاب کے مقابلہ میں اکثریتی ووٹ حاصل کرنے کے بارے میں پُر امید ہیں۔ انہوں نے ڈیلی ایکسپریس لندن اور گرناڈا ٹیلی ویژن کو انٹرویو دیتے ہوئے یہ اُمید ظاہر کی۔ نامہ نگاروں مسٹر اینے میکول اور مسٹر برین مورسر نے شری ڈیسائی سے دریافت کیا کہ اگر انہیں شکست ہو گئی تو کیا وہ الگ پارٹی قائم کریں گے۔ انہوں نے جواب دیا میں الگ پارٹی کیونکر قائم کروں میں سچا کانگرسی ہوں میں کانگرس میں رہوں گا۔ نئی پارٹی دوسرے قائم کریں۔

ماسکو ۱۷ر جنوری۔ روسی کمیونسٹ پارٹی کے فرسٹ سیکرٹری بریژنیف نے آج منگولیا کا دورہ ختم کر لیا ہے۔ اس دوران میں آپ نے روس کی طرف سے منگولیا کے ساتھ ایک فوجی معاہدہ پر بھی دستخط کئے ہیں۔ یہ معاہدہ منگولیا پر کسی امکانی حملہ کو رد کرنے کی غرض سے کیا گیا ہے جس کی رُو سے قرار دیا گیا ہے کہ منگولیا کو چین حملہ کا یقینی خطرہ درپیش ہے۔ منگولیا کی راجدھانی سے ماسکو روانہ ہونے سے پیشتر مسٹر بریژنیف نے کہا کہ اس معاہدہ سے ہمارے ملک کی سرحدوں کی دفاع مضبوط ہو گئی ہے۔ چونکہ منگولیا کی سرحدیں صرف چین اور روس سے ملتی ہیں اس لئے یہ صاف ظاہر ہے کہ یہ دفاعی معاہدہ چین کے ہی خلاف ہے۔

صوبہ اُتر پردیش میں منعقد ہونے والی دوسری تبلیغی صوبائی کانفرنس

مورخہ ۲۵/۱۲/۶۵ کو جلسہ سالانہ قادیان میں شریک ہونے والے احباب جماعتہائے صوبہ اُتر پردیش کی ایک میٹنگ بعد نماز ظہر و عصر مسجد مبارک میں منعقد ہوئی۔ جس میں صوبہ اُتر پردیش میں ہونے والی دوسری صوبائی تبلیغی کانفرنس کے بارہ میں غور و خوض کیا گیا۔ اور مندرجہ ذیل امور متفقہ طور پر طے پائے گئے۔

۱۔ کانپور میں منعقدہ صوبائی کانفرنس میں کئے گئے فیصلہ کے مطابق دوسری صوبائی کانفرنس صوبہ اُتر پردیش کے دار الخلافہ لکھنؤ شہر میں منعقد ہوگی۔ انشاء اللہ

۲۔ اس کانفرنس کا انعقاد جون کے آخری ہفتہ میں ہوگا۔ معین تاریخوں کا بعد میں اعلان کر دیا جائے گا۔

۳۔ یہ کانفرنس دو دن تک رہے گی

۴۔ طے پایا کہ احباب جماعتہائے اُتر پردیش کو اس کانفرنس کے انعقاد کی اطلاع دینے کے لئے اخبار بدر میں متعدد بار اعلان کیا جائے۔

۵۔ مستورات بھی کانفرنس میں شرکت کر سکیں گی۔ ان کے قیام اور کانفرنس میں تقاریر کے سننے کا انتظام کیا جائے گا

۶۔ کانفرنس میں کی جانے والی تقاریر کے سلسلہ میں اگر کوئی دوست مشورہ دینا چاہیں تو وہ پندرہ اپریل ۱۹۶۶ء تک خاکسار کو نیچے لکھے پتہ پر اطلاع دیں۔

۷۔ جو جماعتیں کانفرنس میں شریک ہونے والے مبلغین سے فائدہ اُٹھانا چاہیں اور اپنے ہاں تبلیغی یا تربیتی جلسے کا انتظام کرنا چاہیں وہ بھی ۱۵ر اپریل ۱۹۶۶ء تک خاکسار کو اطلاع دیں۔ اس امر کا خیال رہے کہ جو جماعت مبلغین کرام کو لے جانا چاہے لکھنؤ سے کرایہ آمد و رفت مبلغین اس جماعت کے ذمہ ہوگا۔

۸۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کی جائے کہ وہ بھی اس کانفرنس میں شرکت فرما کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں۔

۹۔ بجٹ کا اندازہ کانپور میں منعقد ہونے والی پہلی صوبائی کانفرنس کے مطابق رکھا گیا ہے اس بجٹ کا نصف حصہ جماعت احمدیہ لکھنؤ ادا کرے گی اور باقی نصف صوبہ اتر پردیش کی دوسری جماعتوں پر حصہ رسدی ڈالا جائے گا۔

اس میٹنگ کے آخر میں احباب جماعتہائے اتر پردیش کی درخواست پر محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے بھی شرکت فرمائی اور احباب کی طرف سے یو پی میں ایک مرکزی مبلغ کی تعیناتی کے سلسلہ میں درخواست کی گئی۔ صاحبزادہ صاحب موصوف نے احباب کو توجہ دلائی کہ ہمیں جس قدر آدمیوں کی کام کیلئے ضرورت ہے اسکے مطابق ابھی واقفین نہیں مل رہے اس لئے دوستوں کو چاہیئے کہ جماعتوں میں واپس جا کر واقفین بھجوانے کے سلسلہ میں جد و جہد کریں۔ بالآخر صاحبزادہ صاحب نے دعا فرمائی اور دعا کے بعد یہ میٹنگ برخواست ہوئی۔

خاکسار بشیر احمد انچارج مبلغ صوبہ دہلی و یو پی۔

مکان نمبر ۵۱۷۳ بازار بلی ماراں۔ دہلی نمبر ۶